وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحُرًا
(الحدیث)

خُطباتِ قاسمی

جلد ششم

حضرت مولانا مُحمّد ضِیاء القاسمیؒ

مَکتَبَہ قَاسِمیَّہ
اے بلاک ٥ غلام محمد آباد ٥ فیصل آباد

پیش لفظ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ!

تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں
میری ابتدائے نگارش یہی ہے

٦/نومبر بروز بدھ نمازِ فجر کی اذانوں کے وقت چھٹی جلد خطبات قاسمی کو بفضلہٖ وعونہٖ تعالیٰ لکھنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر سے لکھنے کی توفیق عنایت فرمائے! اور قرآن وسنت کے علوم و معارف کے خزانے مجھے عطا فرمائے!

اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اسے خواص وعوام میں قبول عام فرمائے۔ میرے لئے زادِ راہ اور ذخیرہ آخرت بنائے! شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

گدائے بارگاہِ خدا
محمد ضیاء القاسمی

رَبَّنَا
لَا تُؤَاخِذْنَا
اِنْ نَّسِيْنَا
اَوْ اَخْطَأْنَا

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شرک کی مذمت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُوۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡ نَ ذَالِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۝

''بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو شرک کرتا ہے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے اس کے علاوہ جس کو چاہے۔''

معزز حاضرین!

آج کی تقریر کا عنوان شرک کی مذمت، اس کی دینی اور دنیاوی مضرتیں ہے۔ شرک توحید کی ضد اور توحید باری تعالیٰ کی حزب اختلاف ہے۔ شرک نے بڑے بڑے گھروں، خاندانوں اور قد آور شخصیات کو تباہ و برباد کیا ہے، جس گھر میں شرک داخل ہوگیا اس کی بڑے چھوڑے کو دیمک کی طرح چاٹ گیا۔ تب دق کی طرح اس کے گوشت پوست کو کھا گیا۔ بڑی حسین صورتیں اس بیماری سے اپنا رنگ و روپ گم کر گئیں اور بالآخر ان کے چہرے خوف اور وحشت کی علامت بن گئے۔ جھوٹ فریب، دجل و تلبیس بھی بہت بڑے گناہ ہیں مگر شرک ان سب سے بازی لے گیا، کسے نہیں معلوم کہ زنا بدترین گناہ ہے؟ غلیظ ترین جرم ہے۔ جس کے مرتکب کو چوراہے میں کھڑا کر کے سزا دی جائی ہے۔ اس مجرم کا وجود پتھروں سے مار مار کر ختم کر دیا جاتا ہے اور وہ معاشرے کے لیے عبرت کا نشان بن جاتا ہے مگر ''مشرک'' ایک ایسا مجرم ہے جو رب کی دھرتی پر بوجھ ہوتا ہے۔ اس پر غضبِ الٰہی ہوتا ہے اس کے اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی اسے خدا کی رحمتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے، چنانچہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اسی بات کو بیان فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یغْفِرُ اَنْ یُّشْرِكُ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُO

یعنی ''شرک کرنے والی کی مغفرت نہیں ہے، اس کے علاوہ جو گناہ ہوں گے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا معاف کردے گا۔''

☆ شرک کا معنی یہ ہے کہ خدا کی ملکیت میں کسی دوسرے کو ساجھی بنانا۔ اللہ کی ذات و صفات میں کسی نبی، ولی، مولوی، پیر کو ساجھی بنانا شرک کرنا!

''مشرک'' کسی جانور یا مخلوق کا نام نہیں ہے کہ اس کی تلاش کرتے پھرو! اس کے سر پر کوئی سینگ نہیں ہوتے۔ نہ ہی وہ کسی خاص شہر اور خاص مقام پر رہتا ہے بلکہ مشرک ہر شہر اور ہر بستی اور ہر انسان کی گرد چکر لگا تا رہتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کا مرکز کہیں نہ کہیں بن جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اس کے شر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور صالحین کے اسے قریب نہیں پھٹکنے دیا جاتا، بالآخر کئی قسمت کی مارے اس کے فریب میں آ ہی جاتے ہیں۔ وہ اپنا جادو جگا ہی لیتا ہے، وہ اپنا فریب اس بات سے شروع کرتا ہے کہ جناب عبادت تو خدا ہی کی کرو، سوال تو اسی سے کرو، حاجات تو اسی سے طلب کرو مگر! وہ ہر وقت تمہیں کہاں ملتا ہے اگر مل بھی جائے تو چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے اسے کہاں کہتے پھرو گے۔ آؤ ایسے کاموں کے لیے ایک حضرت صاحب کو ایک باباجی کو مقرر کر لو، اپنی حاجتیں اور مشکلات اس کے سامنے پیش کرو وہ خود بخود ہی تمہارے لیے سب کچھ منوالیں گے! نہ ہینگ لگے گی نہ پھٹکری تمہاری مشکل کشائی بھی ہو جائے گی اور تمہارے کام بھی ہو جائیں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ہی اختیار دے رکھے ہیں، وہ جو کچھ کریں گے سمجھو کہ خدا نے ہی کیا ہے اور جو کچھ دیں گے سمجھو کہ خدا نے ہی دیا ہے۔ یہی فلسفہ ہے جس کو مشرکین مکہ نے اختیار کر رکھا تھا اور یہی منطق ہی جو عالمی انجمن مشرکین لمیٹڈ نے اختیار کر رکھی ہے اور جس کی آبیاری پوری دنیا کے راہب اور قبروں کے پجاری کر رہی ہیں۔ کس قدر دل فریب ہے ان کا یہ فلسفہ اور کس قدر خوشنما ہے ان کی یہ منطق:

ما نعبدھم الا لیقر بو نا الی اللہ زلفا

☆ خدا کی عبادت کا انکار نہیں بلکہ نہایت عیاری سے اس کے نام مبارک کا استحصال

ہے۔ غیر اللہ پر اس کے نام کی چھتری تان دی اور نام رکھ دیا خالص عبادت اور عشقِ اولیا اور عشقِ رسول۔ مشرک کو یہ پسند نہیں کہ عبادت کو اسی کا حصہ رہنے دیا جائے، پکارا اسے ہی جائے، حاجتیں اسی سے طلب کی جائے اور اسے ہی مالک و مختار مان کر اسی کے سامنے دستِ سوال دراز کیا جائے......نہیں بلکہ نام اسی کے قرب کا لیا اور تقرب لغیر اللہ کی سعی مذموم کی گئی۔ اگر شرک اس کا نام نہیں ہے تو بتایا جائے کہ شرک کی اور کون سی تعریف ہے؟ کس خوبصورت طریقے سے شرک کے جراثیم عبادت کی حقیقی صورت میں داخل کر دیئے گئے۔

مکی زندگی شرک کی بیخ کنی پر لگی ہے:

سرکارِ دو عالم ﷺ کی مکی زندگی کا مطالعہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ پوری مکی زندگی میں توحید کو جمانے اور شرک کو اکھاڑنے پر محنت ہوئی۔ غیر اللہ کو دلوں سے نکالا گیا اور اللہ کو دلوں میں جمایا گیا اسی پر محنت ہوئی۔ یہی نبیوں والا کام تھا۔ اسے ہی پوری قوت سے پھیلایا گیا۔ اسی پر صحابہ کرام نے مصائب برداشت کیئے، اسی پر صحابہ کرام کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا گیا، اسی کی وجہ سے سمیہ رضی اللہ عنہا کو اونٹوں سے باندھ کر جسم کو ٹکڑے کیا گیا، اسی کی وجہ سے بلال رضی اللہ عنہ کو دن بھر مصائب میں مبتلا کیا گیا، اسی وجہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کے چہرہ اقدس پر خاک ڈالی گئی۔ جسم پر اوجھڑی پھینکی گئی، طائف میں لہولہان کیا گیا۔

حضور اقدس ﷺ شرک سے پاک معاشرہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ دلوں سی غیر اللہ کی ہیبت کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ گردنوں کو ایک اللہ کے سامنے جھکانا چاہتے تھے، بیت اللہ کو شرک کی غلاظتوں اور نجاستوں سے پاک کرنا چاہتے تھے۔ یہی وجہ اختلاف تھی مشرکین میں اور حضور ﷺ کی دعوت میں۔

یاد رکھنے کے لائق نکتہ:

یاد رکھیئے حضور اکرم ﷺ اور مشرکین مکہ میں اسی بنیادی نکتہ پر اختلاف تھا کہ لَا اِلٰہَ......اللہ کے سوا الہ کوئی نہیں۔......لَااِلٰہَ میں اختلاف تھا۔ اِلَّا اللّٰہ میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔

اللہ کو تو تمام دنیا کے مشرکین مانتے ہیں وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ اللہ بھی ہے۔اللہ ہی نہیں ہے۔

حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام نے اسی نکتہ اور اسی دعوت پر زور دیا کہ جب تک عقیدہ توحید کو شرک کی آلائشوں سے پاک نہیں کیا جاتا اس وقت تک عقیدہ کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔اس لیے اِلَّا اللّٰہ سے پہلے لَا اِلٰہَ کو مانا جائے تا کہ شرک کی جڑ کٹ جائے اور اِلَّا اللّٰہ کا سدا بہار پودا تناور ہو جائے۔شرک ہوگا تو کوئی عبادت اور عمل بارگاہ خداوندی میں قبولیت نہیں حاصل کر سکے گا۔......لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

خودی کا سرِ نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حضراتِ گرامی!

میری ان گزارشات سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ شرک بہت ہی ایمان سوز بیماری ہے۔اس لیے سب سے پہلے اپنی زندگی کے ہر پہلو کو اس بیماری سے محفوظ رکھنے کی تدبیر کرنی چاہئے تا کہ ایک صحت مند عقیدے سے ایمان کو جلا بخشی جائے۔ پورا قرآنِ حکیم یوں تو شرک سے بچنے اور اجتناب کرنے کی تاکید کر رہا ہے مگر اس وقت صرف چند دلائل آپ کے سامنے پیش کیئے جائیں گے جن سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ شرک کتنا بڑا جرم ہے اور اس سے اجتناب اور اعراض کس قدر ضروری ہے۔

نماز کے آغاز میں شرک سے برائت کا اعلان کرایا:

حضراتِ گرامی! جب بھی کوئی نمازی نماز کا آغاز کرتا ہے اور نماز شروع کرتا ہے تو اس سے نماز کے شروع میں ہی اعلان کرایا جاتا ہے کہ:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

’’اے اللہ تو پاک ہے اور حمد اور تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ تیرا نام بابرکت ہے اور تو بزرگی کا مرکز ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔‘‘

وَلَآ اِلٰـــہَ غیرک میں نمازی سے اس کے عقیدے کا برملا اظہار کرایا اور اس وقت

تک نماز شروع نہیں کرنے دی جب تک لَآ اِلٰـــہ غیرک کہہ کر غیر اللہ کی نفی نہیں کرادی۔یہی ہے شرک اور شریکوں سے شروع میں اظہار برأت جو ہر نماز میں کرایا جاتا ہے۔

خطیب کہتا ہے!

عقیدہ صحیح ہوگا تو نماز صحیح ہوگی

عقیدہ صحیح ہوگا تو سجدے مقبول ہوں گے

عقیدہ صحیح ہوگا تو رکوع سجود مقبول ہوں گے

عقیدہ صحیح ہوگا تو نماز کی قبولیت کی سند ملے گی

شرک سے بیزاری

شریکوں سے بیزاری ہی نماز ہے

ورنہ نماز نہیں......خدا اور رسول کے ساتھ دھوکہ ہوگا

☆ سرکارِ دوعالم ﷺ بھی نماز میں لَآ اِلٰہَ غیر کا عہد کرتے تھے

صدیق رضی اللہ عنہ کا حلف بھی یہی تھا

فاروق رضی اللہ عنہ کا حلف بھی یہی تھا

عثمان رضی اللہ عنہ کا حلف بھی یہی تھا

علی رضی اللہ عنہ کا حلف بھی یہی تھا

صحابہ کا حلف بھی یہی تھا

تابعین کا حلف بھی یہی تھا

اولیاء کا حلف بھی یہی تھا

............اور............

پوری امت کا حلف بھی یہی ہے

............کہ............

لَآ اِلٰہَ غَیْرُكْ

تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ تیرے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا اعلان:

امام الانبیاء رحمتِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا کہ آپ اعلان فرمائیں تاکہ پوری دنیا کے سامنے آپ کا عقیدہ اور نظریہ واضح ہو جائے اور پوری دنیا اسی عقیدہ کو اختیار کرے اور اسی پر پختہ ہو جائے چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جسے قرآن حکیم نے ہم تک پہنچایا۔

قل الحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریك فی الملك۔

”اور کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو نہ کوئی اولاد رکھتا ہے نہ ہی اس کی سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے۔“

اس آیتِ کریمہ میں تمام خوبیوں کا مالک اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو قرار دیا گیا۔ جو لفظ حمد کی تعریف میں آتا ہے خواہ وہ عربی میں ہو خواہ انگریزی میں یا اُردو، فارسی، سنسکرت یا دنیا کی کسی زبان میں اس کا اصلی مستحق وہی ذات ہے جس کو اللہ کہا جاتا ہے اور مخلوق کا ذرہ ذرہ اسی کی حمد کرتا ہے اور اسی کے ترانے پڑھتا ہے۔ اسی لیے سرکارِ دو عالم ﷺ کو حکم ہوا ہے کہ اے پیغمبر ﷺ آپ اللہ ہی کی حمد کریں!

خطیب کہتا ہے!

سرکارِ دو عالم ﷺ نے حمد اللہ کی فرمائی۔

انبیاء علیہم السلام نے حمد اللہ کی فرمائی۔

اصحابِ رسول ﷺ نے حمد اللہ کی فرمائی۔

اولیاء نے، اصفیاء نے، اتقیاء نے حمد اللہ ہی کی کی۔

پوری دنیا نے حمد اللہ تعالیٰ کی کی۔

اللہ تعالیٰ ان کی حمد سے اس قدر خوش ہوئے کہ اس نے اپنی زبان سے خوشخبری دی کہ......

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ

میری حمد کرنے والے! تیرا حمد کرنا مجھے اس قدر پسند آیا کہ میں نے خود تیرے اس عمل کو دیکھ کر سن کر تجھے شرف بخشا کہ میں نے خود تجھے بشارت دی کہ میں نے تیری حمد کو سن لیا۔ یعنی قبول فرمالیا۔لیکن دو باتیں یاد رکھنا!

☆ میرا کوئی صاحبزادہ نہیں ہے جو میرا وارث ہو اور میری جائداد میں حصے دار ہو اسی لیے میری اولاد نہیں ہے تا کہ میرے ملکیت میں شریک ہونے کی دعوے دار نہ بن جائے۔ میں حسبی طور پر بھی شریکوں سے پاک ہوں اور نسبی طور پر بھی شریکوں سے پاک ہوں۔ سبحان اللہ۔

☆ و لم یکن له شریك فی الملك۔

میری سلطنت میں۔میرے ملک میں، میری بادشاہی میں، میرے مِلک میں میرا کوئی شریک نہیں۔

جب ملک میرا تو بادشاہی میری ہوگی۔

جب ملک میرا ہے تو قانون بھی میرا ہو ہوگا۔

جب ملک میرا ہے تو حکم بھی میرا ہی چلے گا۔

جب ملک میرا ہے تو اختیار بھی میرا ہی ہوگا۔

شریک کون ہوسکتا ہے؟ کیا اس کا ملک ہے؟ کوئی ایک چیز بتائی جائے جو میرے سوا کسی نے بنائی ہو۔

آسمان اللہ نے بنائے۔

زمین اللہ نے بنائی۔

پہاڑ اللہ نے بنائے۔

چاند، سورج، ستارے اللہ نے بنائے۔

عرش، کرسی، لوحِ محفوظ اللہ نے بنائے۔

انبیاء، اولیاء، اللہ نے بنائے۔

انسان، جن، ملائکہ اللہ نے بنائے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ نے بنایا۔

نہ کسی سے ان کی تخلیق میں مشورہ لیا نہ ہی مدد طلب کی تو پھر یہ ماننا پڑے گا یہ کہنا پڑے گا۔ یہ اعلان کرنا پڑے گا کہ ولم یکن له شریك فی الملك۔

ملک......اس کا۔ مالک بھی وہی۔

o قل اللهم مالك الملك تؤتی الملك من تشاء و تنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء۔

”اے پیغمبر! فرما دیجئے کہ اے اللہ تو ہی ملک کا مالک ہے جس کو چاہے ملک دے جس سے چاہے ملک چھین لے، عزت و ذلت تیرے ہاتھ میں ہے۔

جب ملک اسی کا ہے تو ماننا پڑے گا کہ ملک بھی اسی کی ہوگی۔ وہی مالک ہوگا، وہی مختار ہوگا، کوئی اس کے مُلک اور مِلک میں شریک نہیں ہوگا۔

☆ میں نے شیشی کھول دی ہے اس کی خوشبو کو پھیلانا خطیب کا کام ہے۔

☆ جن کو شریک بنایا جاتا ہے ان کا کون سا ملک ہے۔

کون سی تخلیقات ہیں جن کو انہوں نے بنایا ہے۔

کوئی سورج بنایا ہے تو بتاؤ۔

کوئی چاند بنایا ہے تو بتاؤ۔

کوئی ستارہ بنایا ہے تو بتاؤ۔

کوئی زمین بنائی ہے تو بتاؤ۔

کوئی آسمان بنایا ہے تو بتاؤ۔

کوئی فرشتہ بنایا ہے تو بتاؤ۔

کوئی انسان بنایا ہے تو بتاؤ۔

قرآن نے تو چیلنج دیا کہ:

یا ایھا الناس ضرب مثل فاستمعو الہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقو ا ذبابا ولو اجتمعو الہ۔

’’اے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے (جس سے حقیقت کھل جائے گی) کان لگا کر سنو! جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ اگر تمام کے تمام جمع ہو کر ایک مکھی بھی بنانا چاہیں تو مکھی بھی نہیں بنا سکے۔ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوت اور طاقت کے چغد ہونے کا بلکہ نہ ہونے کا اس انداز سے تذکرہ فرمایا کہ جن کو یہ مشکل کشا، حاجت روا، تقدیر کا مالک اور مختار کل سمجھتے ہیں وہ میری کمزور سی مخلوق مکھی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے۔‘‘

لہٰذا’’**لم یکن لہ شریک فی الملك**‘‘ یہ میرے ملک میں میرے شریک بھی نہیں ہو سکتے۔

☆ روزمرہ کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ مثال مشہور ہے، زر، زن، زمین

☆ کوئی ہے جو اپنی دولت میں کسی کو شریک کرے۔

☆ کوئی ہے، جو اپنی عورت کی عزت و عصمت میں کسی کی شراکت برداشت کرے

☆ کوئی ہے جو اپنی زمین کی ایک بالشت میں کسی کی شرکت اور قبضہ برداشت کرے۔

اکثر جھگڑے، اکثر مقدمے اور اکثر قتل و غارت کی واقعات انہی تین چیزوں میں مداخلت کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ جب آپ اپنی دولت میں، اپنی عزت میں اپنی جائداد میں کسی کی شراکت کو برداشت نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ اپنی خدائی میں کسی شریک کو کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔

ولم یکن له شریك فی الملك

یہی ارشادِ خدا ہے

یہی ارشادِ مصطفیٰ ﷺ ہے

حج میں شرک سے بغاوت کا اقرار:

حاجی حج کا ارادہ کرتا ہے اس کے لیے محنت کرتا ہے اور ہزاروں میل سفر کا ارادہ کرتا ہے۔ پاسپورٹ ویزے کے صبر آزما مراحل سے گزرتا ہے، ہزاروں روپے سفر حج کے لیے خرچ کرتا ہے اور جب ان تمام مراحل سے فارغ ہو کر سفر حج شروع کرتا ہے اور احرام باندھ کر حج کی نیت کرتا ہے تو اس کو حکم ہوتا ہے کہ حج کا ارادہ تو کر لیا اور اخراجات سفر کا بھی اہتمام کر لیا۔ تمہیں معلوم بھی ہے جب تک اپنے عقیدے کا اظہار نہیں کرو گے اور یہ نہیں بتاؤ گے کہ تمہارا عقیدہ کیا ہی اور شرک کے بارے میں تم کیا نظریہ رکھتے ہو اس وقت تک نہ تو تمہارا سفر حج قبول ہو گا اور نہ تمہارا احرام قبول ہو گا چنانچہ حاجی احرام باندھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جس بات کا سب سے پہلے اظہار و

اقرار کرتا ہے وہ یہ ہے......

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

''حاضر ہوں میرے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں میرے اللہ، میں حلف اٹھاتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ یقیناً تمام تعریف اور نعمت تیرے لیے ہے اور ملک تیرا ہی ہے۔اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔''

خطیب کہتا ہے!

امام الانبیاء علیہم السلام نے بھی یہی اقرار کیا ہے کہ:

لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ

گویا کہ یہ اقرار کیا اور عہد کیا اور حلف اٹھایا پھر
ارکانِ حج کی ادائیگی شروع کی۔
یہ حج کی تمہید تھی...... یہ حج کا آغاز تھا۔
شرک سے بیزاری کا اظہار تھا۔
شرک سے بیزاری کا اقرار تھا۔
توحید پر پختگی اور جانثاری کا اعلان تھا۔

لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ

خواہ کوئی صحابی رضی اللہ عنہ ہو
خواہ کوئی تابعی ہو
خواہ کوئی تابعی ہو
خواہ کوئی محدث ہو
خواہ کوئی مفسر ہو

خواہ کوئی ولی ہو

خواہ کوئی ابدالی ہو

ان سب کو اقرار کرنا پڑے گا۔ اعلان کرنا پڑے گا کہ لاشریک لک لبیک کیونکہ مشرک کا نہ حج قبول ہوگا، نہ طواف قبول ہوگا، نہ صفا مروہ قبول ہوگا، نہ ہی حجر اسود کا چومنا قبول ہوگا اور نہ ہی مقام ابراہیم اور ملتزم پر رونا دھونا قبولیت کا شرف حاصل کر سکے گا۔ پہلے عقیدے کی صفائی ضروری ہے۔ پہلے زندگی کے تمام پہلوؤں سے شرک کی نجاست اور غلاظت کو نکالنا ضروری ہے۔

حضور ﷺ سے حلف لیا گیا:

قل ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین

لا شریك له و بذالك امرات وانا اول المسلمین

کہہ دیجئے اے پیغمبر! یقیناً میری نماز اور میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے جو رب ہے تمام جہانوں کا۔ نہیں ہے کوئی شریک اس کا مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور تسلیم کرنے والوں میں میرا پہلا نمبر ہے۔

خطیب کہتا ہے!

سرکار دو عالم ﷺ کا یہ حلف نامہ ہے

میری نماز رب ہی کیلئے

میری قربانی رب ہی کیلئے

میری زندگی رب ہی کیلئے

میری موت رب ہی کیلئے

گویا میری پوری زندگی کے ایک ایک لمحے کا مالک و مختار صرف اور صرف اللہ ہی

ہے۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ

حلف نامے کا بنیادی نکتہ

............کہ............

اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

محمد ﷺ کی جان کا مالک

محمد ﷺ کی نماز کا مالک

محمد ﷺ کی عبادت حج کا مالک

محمد ﷺ کی قربانیکا ملک

محمد ﷺ کی زندگی کا مالک

محمد ﷺ کی موت کا مالک

وہی اللہ ہے جو تمام جہانوں کا مالک ہے تمام جہانوں کو پالتا ہے اور تمام جہانوں کو ان کی ضروریات مہیا کرتا ہے۔

اس لیے اقرار کرو

اس لیے اظہار کرو

اس لیے اعلان کرو

کہ...... لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وبذالك امرت

میں اسی کا پابند ہوں! مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ میں اسی پر کاربند رہوں گا۔ اسی کا اعلان کرتا رہوں گا کہ لاشریک لہ۔

وانا اول المسلمين

پہلا اطاعت شعار ہونا

پہلا تسلیم کرنے والا ہونا

شان نبوت ہے، یہ عظمت نبوت ہے۔ یہ ہر کسی کو نہیں ملتی۔ اولیت کا اعزاز یا انبیاء کو میسر آتا ہے یا صدیقین کو حاصل ہوتا ہے۔ سبحان اللہ

اول المسلمین ہونے کا امتیاز نبی کو حاصل ہے اول المومنین ہونے کا شرف صدیق کو حاصل ہے۔

شرک سے بیزاری اس قدر عظیم بنا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قرب اور رحمت عظیم کا شرف نصیب فرماتے ہیں۔

حضور کے وظائف میں شرک سے بیزاری کا اعلان:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سرکار دو عالم ﷺ نماز کا سلام پھیرتے تو بلند آواز سے پڑھتے۔

لَا اِلٰہَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْیءٍ قَدِیْرٌ۔ (مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

’’اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسے کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی حکومت ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘

حج، عمرہ، غزوات کا وظیفہ:

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ روایت ہے کہ حضور ﷺ جب کسی لڑائی یا حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے تھے تو ہر بلند مقام پر تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے اور اس کے بعد یہ پڑھتے کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ آئبون ،تائبون عابدون ، ساجدون لربنا حامدون، صدق اللہ وعدہ وعبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ۔

(باب الدعوات مشکوٰۃ)

خطیب کہتا ہے!

وظیفہ نبوی ﷺ میں لاشریک لہ اساس اور بنیاد ہے،عصر حاضر کے وظائف میں اقرار شرک بنیاد ہےاورزبان نبوت کے وظائف میں توحید پرپختگی اورشرک سے بیزاری بنیاد ہے۔

وہ دیکھیں سر پر عمامہ ہے

اورزبان پرشرک کا ہنگامہ ہے

وہ دیکھیں آنکھیں سرمے سے کالی ہیں

اورزبان پرشرک اور بدعت کی جگالی ہے

وہ دیکھیں ہاتھ میں مالا ہے

اور چہرہ شرک سے کالا ہے

عبادت میں شرک ، ریاضت میں شرک ،تقریر میں شرک ،تحریر میں شرک اورخلوت میں شرک اورجلوت میں شرک ۔

مگر مجال ہے اپنے مدرسے میں کسی کوشریک کرے۔اپنے مکتبے میں کسی کوشریک کرے۔اپنی نذرونیاز میں کسی کوشریک کرے۔اپنی گیارہویں میں ،اپنے حلوے مانڈے میں، اپنی خلافت وامامت میں ،اپنی تعویز دھاگے کی دکان میں ،اپنے دربار میں ،اپنی گدی نشینی میں کسی کوشریک کرے۔

ہائے صرف اورصرف اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ایسی رہ گئی ہیں جن میں ہر مُلّاں ، ہر پیر، ہر مجاوراور ملنگ دھڑ نگ بلا جھجک شرک کوداخل کرتا ہےاوراسی کے محلات تیار کر رہا ہےاور پوری دنیا میں شرک کی بدبو پھیلا رہا ہے! یاالٰہی کتنے گھر ، کتنے دربار ، کتنے مدرسے ، کتنے دارالعلوم اس شرک نے برباد کردیئے ہیں ۔اعاذنا اللہ تعالیٰ ۔

جنات نے شرک سے بیزاری کا حلف دیا:

قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالو ا انا سمعنا قرآنا

عجبا یهدی الی الرشد فآمنا به ولن نشرك بربنا احدا

''آپ ان سے کہیں کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا۔ پھر اپنی قوم سے واپس جا کر انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو راہ راست بتلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔''

خطیب کہتا ہے!

قرآن سن کر جنات کو تو ہدایت آ گئی۔

جنات نے تو شرک سے توبہ کر کے توحید الٰہی کا اقرار کر لیا مگر جن نکالنے والوں کو ہدایت نہ آئی۔

وہی شرکیہ وظیفے!

وہی شرکیہ ٹوٹکے!

وہی شرکیہ ٹونے۔ وہی شرکیہ منتر، جنتر

وہی شرکیہ کاروبار

وہی شرک کی تھوک پرچون کی دکان

شرکیہ آڑھت، تھوک، پرچون اینڈ لمیٹڈ کمپنی

شب براءت مشرک کی بخشش کا دروازہ بند!

حضرات گرامی! آپ کو معلوم ہی ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آتی ہے تو اس میں آتش بازی چھوڑی جاتی ہے۔حلوہ نہایت اہتمام سے پکایا جاتا ہے اور ہر گھر میں بھجوایا جاتا ہے۔ یہ شغل تمام رات جاری رہتا ہے لیکن اس رات کو جن مقاصد کے لیے بنایا گیا تھا ان سے مکمل اجتناب کیا جاتا ہے اور رحمت خداوندی سے بچنے کا پورا اہتمام کیا جاتا ہے! حالانکہ یہ رات بخشش کی رات ہے، مغفرت کی رات ہے، روٹھے رب کو منانے کی رات ہے اور اپنے گناہوں کو مٹانے کی رات ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اتانی جبرئیل علیہ السلام فقال ھٰذہٖ لیلۃ النصف من شعبان و للہ فیھا عتقاء من النار بعدد شعر غنم کلب ولا ینظر الی مشرك (بیہقی)

میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا آج کی رات شعبان کی پندرہویں شب ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے شمار کے برابر دوزخ سے بندوں کو آزاد کرتا ہے اور اس رات اللہ تعالیٰ مشرک کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا!

خطیب کہتا ہے!

مشرک مارا گیا

مشرک ذلیل ہو گیا!

خوب حلوہ مانڈا کھلا کے رات کو جہنم رسید کر دیا

ہمارے ہاں مسلمان قربانی کے دن دنبے کو خوب کھلاتے پلاتے ہیں۔ چارہ، چنے، دودھ، جلیبیاں اور طرح طرح کے میوے اور پھر اسے قربان کر دیا جاتا ہے!

یہ قربانی چونکہ اللہ کے لیے ہوتی ہے اور اس سے مقصود اللہ کی رضا ہوتی ہے اور اسی

دن وہ جانور خدا کے حضور مقبول ہو جاتا ہے!

مگر یہ پندرہویں شعبان کا دنبہ خوب نہا دھو کر آتا ہے۔

شربت پیتا ہے، دودھ پیتا ہے، شرینی کھاتا ہے، پورا دن کھاتا رہتا ہے آخر شام کو حلوہ کھلا کر اس کے معدے کے تنور کو بھر دیا جاتا ہے اور اپنی شرک کی بیماری سے ہلاک ہو جاتا اور اس بیچارے کی تمام قربانی مردود ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرک کی طرف نظر کرم سے دیکھتے ہی نہیں اور یہ پندرہویں شعبان کا دنبہ، خراٹے لیتا ہوا روحانی موت مر جاتا ہے۔ شرک کرنے کی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ۔

کعبے کس منہ سے جاؤگے مشرک:

حضرات گرامی! آپ نے دیکھا کہ مشرک کو اللہ نے اس کے رسول نے اس کے ملائکہ نے اس کی رحمت نے حضور کی شفاعت نے کس طرح دھتکار دیا اور اپنے دروازے سے ٹھوکریں مار کر بھگا دیا اور رسوا کر دیا۔ اب آخری فیصلہ دیا گیا کہ خبردار: اور شرک کرنے والے ملنگ، شرک کرنے والے مجاور، شرک کرنے والے درویش، شرک و بدعت کا جبہ و دستار پہننے والے لال بجھکڑ، خبردار میرے کعبے میں نہ آنا، میرے حرم میں نہ آنا، میری مقدس وادی میں نہ آنا، جہاں میرے مقدس پیغمبر کے پیر لگے ہیں وہاں نہ آنا، حجاز مقدس نہ آنا۔ حرم کعبہ کی تطہیر ہو چکی ہے وہاں نہ آنا۔ تیرا ناپاک وجود اس قابل نہیں ہے کہ تو اس پاک اور مقدس سرزمین پر قدم رکھ سکے!

ارشاد فرمایا کہ!

انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا......

یقیناً مشرکین ناپاک ہیں اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب تک نہ پھٹکیں۔

مشرکین کا داخلہ بند!

خطیب کہتا ہے!

مشرکین کا حرم شریف میں داخلہ بند کر دیا گیا!

اگر بندوں کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر چوری چھپے مشرکین حرم میں داخل ہو گئے تو ان کو وہاں جماعت کے ساتھ نماز نصیب نہیں ہو گی!

چوروں کی طرح چھپتے پھریں گے۔

منہ چھپاتے پھریں گے۔

حرم شریف میں اذان ہو گی تو لوگ حرم شریف کی طرف بھاگے جائیں گے اور مشرک حرم شریف سے باہر بھاگے جائیں گے...... یہ فرق ہو گا۔

مشرک حرم سے باہر بھاگے گا۔

............اور............

مومن باہر سے حرم شریف کی طرف بھاگے گا۔

آواز آئے گی راستہ چھوڑو۔ مشرک کو بھاگنے دو تا کہ تطہیر حرم ہو جائے اور توحید اور شرک الگ الگ ہو جائیں۔ فضائے حرم میں توحید کی خوشبو پھیلے اور شرک کی بد بو دور ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر سکتا ہے شرک معاف نہیں ہو گا۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالك لمن یشاء۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

توحید خداوندی کا نرالا انداز

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُو بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّجِیْمِ …… اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْب مجیب۔

''یقیناً میرا رب قریب ہے جواب دینے والا ہے۔''

حضرات گرامی!

آپ حضرات جوں جوں قرآن حکیم میں غوطہ زن ہوتے جائیں گے توں توں اس کے اسرار و رموز آپ پر کھلتے جائیں گے۔ کسی بھی عنوان کو لے لیں قرآن حکیم عجیب انداز سے اس کی گرہیں کھولے گا اور ایسے انداز سے مسئلہ کو سمجھائے گا کہ دل و دماغ کے تمام دریچے کھل جائیں گے۔

مسئلہ توحید کا بیان قرآن حکیم کا محبوب ترین موضوع ہے اس کو سمجھانے کے لیے، دلوں میں اتارنے کے لیے ایسے ایسے اسلوب اختیار کئے گئے کہ ایک عالم اور ایک بدو کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہایت آسانی سے مسئلے کی حقیقت تک رسائی ہو جاتی ہے۔

اس وقت جو آیت کریمہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اسے سمجھنے کے لیے کسی فلسفیانہ موشگافی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اللہ کی توحید کو صرف دو لفظوں میں سمجھا دیا گیا۔

ان ربی

قریب

مجیب

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اپنی توحید میں صرف ان دولفظوں سے خداوندقدوس کی توحید پر استدلال فرمایا کہ میرا رب قریب ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ جو رب ہے وہ قریب ہے۔

دراصل انسان جب کسی مشکل میں گرفتار ہوتا ہے تو اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کرتا ہے۔اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس مشکل سے جلد رہائی حاصل کرے۔اگر اسے خدا کی قدرت پر یقین نہیں ہوتا تو وہ کبھی کسی پیرفقیر کا دروازہ تلاش کرتا ہے اور کبھی قبریں اور دربار تلاش کرتا ہے، سفر کرتا ہے، دور دراز مزاروں پر حاضری دیتا ہے اور اپنی مشکل کشائی کے لیے نئے نئے دروازے تلاش کرتا ہے۔ایسے انسان کو راستہ دکھایا گیا کہ دور دراز سفر کرنے کی ضرورت نہیں، جس ذات عالی نے تیری مشکل کشائی کرنی ہے اور تیری مشکل کو دور کرنا ہے وہ تو تیرے قریب ہے اور صرف قریب ہی نہیں بلکہ تیری فریاد کو سن کر جواب بھی دیتی ہے اور تیری دادرسی بھی کرتی ہے، کیونکہ وہ قریب بھی ہے اور مجیب بھی ہے یعنی تیری فریاد کو قبول بھی کرتی ہے تجھے دور جانے کی ضرورت نہیں۔

تم جن کی پوجا کرتے ہو وہ دور بھی ہیں اور جواب دینے کی پوزیشن میں بھی نہیں، اس لیے ان کو پکارنے کا کیا فائدہ۔

ہمارا معبود قریب ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اذا سئلك عبادی عنی فانی قریب

اے پیغمبر ﷺ جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو آپ ﷺ فرمادیں کہ میرا رب قریب ہے!

سبحان اللہ! اس آیت کریمہ میں بتایا گیا کہ میرے بندوں کو بتا دیا جائے کہ میں (یعنی اللہ تعالیٰ) قریب ہوں۔

خطیب کہتا ہے!

☆ جب بھی قبر کا پجاری اللہ تعالیٰ کی ذات کو چھوڑ کر غیر اللہ سے بزعم خود مشکل کشائی کیئے جائے گا......تو اس میں اور اس مفروضۂ مشکل کشا میں فاصلہ ہوگا!

☆ مثلاً لاہور مشکل کشائی کے لئے جائے گا تو اس کے اور حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ کے درمیان سینکڑوں میلوں کا فاصلہ ہوگا۔

☆ اجمیر شریف جائے گا تو اس میں اور حضرت اجمیری رحمۃ اللہ کے درمیان ہزاروں میلوں کا فاصلہ ہوگا۔

☆ بغداد شریف جائے گا تو اس میں اور حضرت جیلانی رحمۃ اللہ کے درمیان ہزاروں میلوں کا فاصلہ ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ کو پکارے گا تو نہ تو کوئی دوری ہوگی اور نہ ہی کوئی فاصلہ ہوگا۔ بلکہ معبود حقیقی نہایت قریب ہوگا۔ نہ ہی کوئی دوری ہوگی اور نہ ہی کوئی فاصلہ ہوگا۔ آواز آتی ہے......

اذا سئلك عبادی عنی فانی قریب۔

اس لئے فریاد اسی رب سے کیجئے جو قریب بھی ہے اور مجیب بھی ہے!

کتنا قریب ہے؟

سو میل؟

...........نہیں...........

پچاس میل؟

...........نہیں...........

پچیس میل؟

...........نہیں...........

دس میل؟

...........نہیں...........

پانچ میل

............نہیں............

چار میل، تین میل، دو میل، ایک میل

............نہیں............

آدھا میل؟

............نہیں............

ایک فرلانگ؟

............نہیں............

آدھا فرلانگ؟

............نہیں............

ایک گز، آدھا گز؟

............نہیں............

ایک ہاتھ، آدھا ہاتھ؟

............نہیں............

ایک بالشت............نہیں

آدھا بالشت............نہیں

چار انگل............نہیں

دو انگل............نہیں

آدھا انگل............نہیں

میرے رب تو ہی بتا کہ تو کتنا قریب ہے، تاکہ میں اپنے سامعین کو بتا سکوں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ......

نحن اقرب اليه من حبل الوريد

’’اے میرے بندے میں تیری شاہ رگ سے بھی قریب ہوں‘‘

مصیبت میں پکارنا تیرا کام ہے اور تیری مشکل کو حل کرنا میرا کام ہے۔

تیری شاہ رگ تو تجھ سے دور ہوسکتی ہے مگر میں تو تیرے اس سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

اردو میں پکارے گا تو سنوں گا

انگریزی میں پکارے گا تو سنوں گا

فارسی میں پکارے گا تو سنوں گا

عربی میں پکارے گا تو سنوں گا

ہندی میں پکارے گا تو سنوں گا

پنجابی میں پکارے گا تو سنوں گا

گجراتی میں پکارے گا تو سنوں گا

بنگالی میں پکارے گا تو سنوں گا

جس زبان میں پکار تیری مرضی، سنوں گا بھی جواب بھی دوں گا۔ قبول بھی کروں گا۔ جھولیاں بھی بھروں گا کیونکہ......

انی قریب مجیب، اذاسئلك عبادی عنی فانی قریب!

تم نہیں میں قریب ہوں......

انسان نے اپنے دل ودماغ میں یہ نظریہ جما رکھا ہے کہ جب بھی کوئی مشکل وقت آئے گا تو میری برادری میرے کام آئے گی، میرے رشتے دار میرے کام آئیں گے، میرے بہن بھائی میرے کام آئیں گے، میرے عزیز واقارب میرے کام آئیں گے۔

اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ میرے قریبی رشتہ دار ہیں، یہ میرے قریبی عزیز ہیں، یہ میرے قریبی دوست ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون (پ۲۷ سورہ واقعہ)

اور ہم اس کے پاس ہیں تم سے زیادہ تم نہیں دیکھتے!

قبر پرست اس عقیدے پر جما ہوا ہے۔

کہ اگر کوئی مصیبت آئی

تو میرا پیر موجود ہے

میرا بابا موجود ہے

دربار موجود ہے

مزار موجود ہے

مشکل کشائی کے لئے

حاجت روائی کے لئے

ان کی دہائی دیں گے

ان کو پکاریں گے

ان کے سامنے دست سوال دراز کریں گے

ان سے مانگیں گے تو تمام مشکلیں دور ہو جائیں گی

تمام حاجتیں پوری ہو جائیں گی

مگر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کن قریبی عزیزوں کو تلاش کرتے پھرتے ہو ادھر ادھر آؤ۔

نحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون

میں تمہارے عزیزوں سے

تمہارے رشتہ داروں سے

تمہارے قریبی دوستوں سے

تمہارے قریبی معبودوں سے

تمہارے زیادہ قریب ہوں

............سبحان اللہ............

خطیب کہتا ہے!

بابا دور ہے

والد دور ہے

بیٹا دور ہے

پیر دور ہے

فقیر دور ہے

............لیکن............

اللہ ان سب سے قیرب ہے اور مجیب ہے

سب سہارے ٹوٹ جائیں گے

اس کا سہارا موجود

سب کنارے ڈوب جائیں گے

اس کا کنارہ موجود

سب پیارے چھوڑ جائیں گے

وہ پیارا موجود

سب محبوب چھوڑ جائیں گے

وہ محبوب موجود

نہ صرف موجود بلکہ مجیب!

وہ سننے والا قریب ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ......انہ سمیع قریب......وہ سنتا ہے نزدیک

ہے۔

بعض اوقات تو ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ ہر قریب سننے والا بھی ہو۔قریب ہے مگر سنتا نہیں جیسا کہ آپ نے بار ہالوگوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ مجلس میں ایک دوسرے کے کان میں باتیں کرتے ہیں مگر بھری مجلس ان کی گفتگو سے نا آشنا ہوتی ہے وہ قریب تو ہوتے ہیں مگر سنتے نہیں ظہر کی نماز میں آپ قرأت کرتے ہیں مگر کوئی بھی قریب کھڑا ہونے والا نہیں سنتا اور التحیات پڑھتے ہیں مگر ساتھ بیٹھنے والا نہیں سنتا۔ درود شریف نماز میں پڑھتے ہیں مگر کوئی ساتھ بیٹھنے والا نہیں سنتا۔ یہ اور بات ہے کہ نماز میں تو درود شریف آہستہ پڑھتے ہیں اور نماز کے بعد کھڑے ہو کر ٹولیوں کی شکل میں زوردار آواز سے لاؤڈ سپیکر پر پڑھتے ہیں ۔ نہ معلوم اس وقت اس زوردار آواز سے کس کو سنانا مقصود ہوتا ہے۔اس لئے یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایسا قریب ہے جو ہر بات سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ یہ صفت اسی کے ساتھ خاص ہے کہ انہ سمیع قریب۔

خطیب کہتا ہے!

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی فریاد کو اسی سمیع قریب نے سن کر پورا فرمایا۔

☆ حضرت نوح علیہ السلام کی فریاد کو اسی سمیع قریب نے سنا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آتش نمرود میں کی گئی فریاد کو اسی سمیع قریب نے سنا۔

☆ حضرت یونس علیہ السلام کی فریاد کو مچھلی کے پیٹ میں اسی سمیع قریب نے سنا اور پورا کیا۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کی فریاد کو کنعان کے کنویں میں اسی سمیع قریب نے سنا اور پورا فرمایا۔

☆ حضرت زکریا علیہ السلام کی فریاد کو رات کے اندھیرے میں اسی سمیع قریب نے سنا اور پورا فرمایا۔

☆ بی بی مریم سلام اللہ علیہا کو بند کمرے میں تازہ پھل اور رزق اسی سمیع قریب نے عطا فرمایا۔

☆ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی فریاد کو عریش بدر میں اسی سمیع قریب نے شرف قبولیت عطا فرمایا۔

انه سميع قريب۔

اللہ کی رحمت قریب ہے:

قرآن حکیم نے نہایت بلیغ انداز سے ارشاد فرمایا ہے کہ

ان رحمت الله قريب من المحسنين (پ۸ سورہ اعراف)

''اللہ کی رحمت قریب نیکی والوں سے۔''

رحمت اور غضب ...... دو صفتیں ہیں۔ رحمت کا خاصہ ہے کہ بچایا جائے اور غضب کا خاصہ ہے کہ پھنسایا جائے۔ رحمت کو غصے پر غالب کر دیا گیا۔

اگرچہ غصہ یہ کہتا ہے کہ اس کو سزا دی جائے مگر رحمت یہ کہتی ہے کہ اس کو رہا کر دیا جائے۔ رحمت کو نیکوکاروں کے قریب کر دیا گیا تا کہ میری رحمت اس نیکوکار کو اپنے جلوے میں لے لے۔

نیکی کرنا بھی بڑی بھلائی ہے، مگر نیکی کی حفاظت کرنا اسی سے بھی بڑی بھلائی ہے۔ بعض اوقات نیکی کرنے والا عجب کا شکار ہو جاتا ہے۔ تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کی نیکی برباد ہو جاتی ہے، اس لئے اس نیکی کرنے والے کی نیکی پر رحمت کا پہرہ لگا دیا جاتا ہے۔

ان قريب مجيب!

دکھا دیا گیا کہ تمہارا رب

قریب بھی ہے

مجیب بھی

قریب بھی

قرب اور سماع کے تمام مدارج اس کو حاصل ہیں اس لئے اسے ہی پکارنا چاہیے

اور اسی سے تمام حاجتیں طلب کرنا چاہئیں۔

تمہارے معبود سنتے بھی نہیں اور نفع نقصان کے مالک بھی نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت...... سمیع، بصیر، علیم، قریب، مجیب......کا بار بار تذکرہ فرمایا اور ساتھ ہی مشرکین جن معبودوں کو پکارتے تھے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

والذین تدعون من دونه ما یملکون من قطمیر ان تدعو هم

لا یسمعوا دعائکم ولو سمعوا مااستجابوا لکم و یوم القیامة

یکفرون بشر ککم ولا ینبئك مثل خبیر۔

اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار بھی نہ سنیں اور اگر سن لیں تو تمہارا کہنا نہ کرسکیں۔ قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کردیں گے اور تم کو ایک باخبر شخصیت کی طرح کوئی نہیں بتائے گا۔

اس آیت کریمہ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہاں بے جان معبودوں کا ذکر نہیں ہو رہا ہے بلکہ جاندار اور ذی شعور ہستیوں کا ذکر ہے کیونکہ پکار کو نہ سننا، سن لیں تو جواب دینے یا کام بنا دینے کا اختیار نہ رکھنا اور شرک سے انکار کردینا لکڑی، پتھر کی مورتیوں کے افعال نہیں ہیں۔ انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ صاف خبر دی ہے کہ انہیں کسی قسم کا اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ انہیں جو لوگ حاجات کے لئے پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو شرک قرار دیا ہے اور خبر دی ہے کہ قیامت میں وہ اس شرک کا انکار کریں گے۔

شرک کے انکار کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس فعل کے شرک ہونے کا انکار کریں گے کیونکہ خدا خود جس فعل کو شرک ٹھہرائے اس کا انکار کسی کے بس میں نہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زبردستی کے بنائے ہوئے معبود اس فعل سے اپنی برأت کا اظہار کریں گے۔ وہ کہیں گے نہ ہم نے ان کو یہ فعل کرنے کا حکم دیا تھا نہ ہمیں یہ اطلاع تھی کہ ہمارے پیچھے کس نے ہمیں کیا کچھ بنا رکھا تھا۔ اللہ نے یہ خبر اس لئے دی ہے کہ جو لوگ غلط امیدوں کے سہارے اپنی زندگی گزار رہے ہیں ان کو پیشگی متوجہ کردیا جائے تا کہ قیامت کے دن وہ اپنی امیدوں کے طلسم کو ٹوٹتا

ہوا دیکھ کر پچھتانے کی بجائے ابھی سے اپنی غلط فہمیوں کو دور کر لیں اور صحیح رویہ پر قائم ہو جائیں۔

آخری فقرہ خاص طور پر لائق توجہ ہے مقصودہ بیان یہ ہے کہ خدائے خبیر سے بڑھ کر تمہیں صحیح خبریں کون بتا سکتا ہے۔

مجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قریب کے ساتھ مجیب کی صفت کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ پکارنے والے کی پکار رائیگاں نہیں جائے گی، بلکہ اس کی پکار کو سن کر شرف قبولیت بھی بخشا جائے گا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ...... **اجیب دعوۃ الداع اذا دعان**...... دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔

قریب ہوگا تو سنے گا بھی

سنے گا تو قبول بھی کرے گا

جب خود ہی فرما دیا کہ قبول بھی کرے گا

تو بندے کو اس داتا کے دروازے پر جانا چاہیے جو قریب بھی ہے، مجیب بھی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے جب پوری قوت صرف کر کے اپنے جال میں پھنسانا چاہا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب اپنے پروردگار کو پکارا کہ میرے رب میرے دامن عصمت کو اس کی دعوت گناہ سے محفوظ فرما تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی التجا کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا اور ارشاد ہوا کہ

فاستجاب له ربه فصرف عنه كيدهن انه هو السميع العليم

۔ (پ۱۲ سورہ یوسف)

”پس ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان سے ان عورتوں کے شر کو دور رکھا۔ بے شک وہ بڑا سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔“

معلوم ہوا کہ قریب ہونا اور مجیب ہونا اسی ذات الٰہی کی صفت ہے جو انبیاء اولیاء

کی التجا اور استدعا کو سن کر شرف قبولیت سے بھی نوازتا ہے۔

بے قرار کی دعا کو قبول کرتا ہے:

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

امن یجیب المضطر اذا دعاہ!

بھلا کون پہنچتا ہے بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے۔

مضطر وہ شخص ہے جو سب دنیا کے سہاروں سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو فریاد رس سمجھ کر اس کی طرف متوجہ ہو۔

خطیب کہتا ہے!

ہر مضطر...... ہر بے کس...... ہر بے بس

ہر پھنسا ہوا...... ہر لاچار...... ہر بے قرار

اس اللہ کو پکارے

اس اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے

اس اللہ کے سامنے جھولی پھیلائے

............جو............

قریب بھی

مجیب بھی ہے

حضرات محترم! میں نے قرآن مجید کی متعدد آیات بینات سے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی دو صفتیں ایسی ہیں جو اس ذات الٰہی کا حصہ ہیں۔

قریب

مجیب

اس لئے ہر بندے کو اس صفات کے معبود حقیقی کی طرف رجوع کرنا چاہیے تا کہ وہ اپنی مشکلات اور حاجات میں اسی سے دریوزہ گری کریں اور وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے

جو اپنے بندوں کی کام کرتا ہے۔

............کیونکہ............

وہی قریب ہے

وہی مجیب ہے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آفتابِ نبوت کا غارِ حرا سے طلوع

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَأْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ o (پ۳۰ سورہ اقراء)

''آپ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔ آپ قرآن پڑھا کیجئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے۔ جس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہیں جانتا تھا۔''

حضرات گرامی!

اس وقت جو آیات کریمہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ہیں ان میں اس تاریخ ساز وحی الٰہی کا ذکر ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر غار حرا کی خلوت گاہ میں پہلی بار نازل فرمائی گئی تھیں جنہیں عنوان نبوت بھی کہا جاسکتا ہے اور نبوت کی مسند پر جلوہ فرمائی کا عظیم لمحہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ گویا کہ یہ گھڑی وہ عظیم ساعت تھی جب آپ کی ذات گرامی کو دستار نبوت باندھ کر پوری کائنات کی رہنمائی کا شرف بخشا گیا۔

اس وحی الٰہی میں جن اہم اور بنیادی نکات کو بیان فرمایا گیا وہ پانچ (۵) نکات ہیں۔

- اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔
- خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔

○ اِقْرَأْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔

○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔

○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ۔

یوں سمجھا جائے کہ یہاں دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ غار حرا کی تنہائیوں میں جہاں سرور کائنات ﷺ اپنے معبود کی تلاش میں نکلے تھے تنہائی میں گھنٹوں اس بات پر غور وفکر کرتے تھے کہ وہ کونسی ہستی ہے جس نے کائنات کی رنگ برنگی، عجیب وغریب، دل لبھانے والی چیزوں کو پیدا کیا ہے اور وہ کون سے ہستی ہے جو اس جہان کے نظام اور اس کی بہاروں پر چھائی ہوئی ہے اور ایک منظّم نظام کسی رکاوٹ کے بغیر چل رہا ہے۔ یہی اضطراب تھا، یہی بے چینی تھی جو آپ کو اس غار میں کھینچ لائی تھی۔ آخر وہ ایک نورانی اور بابرکت لمحہ آ ہی گیا جس نے متلاشی حق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس اپنے سفیر جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیج کر اس حقیقت سے آگاہ کر دیا جس کی آپ کو تلاش تھی۔

☆ جبرائیل علیہ السلام اپنی آن بان اور عظمت وشوکت کی تمام رفعتوں کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا اِقْرَأْ...... آپ پڑھیے۔

آپ نے جواب میں فرمایا کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ! میں پڑھ نہیں سکتا۔

☆ جبرائیل علیہ السلام نے دوبارہ فرمایا اِقْرَأْ

آپ نے دوبارہ فرمایا کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ! میں پڑھ نہیں سکتا۔

☆ تیسری مرتبہ پھر عرض کیا گیا اِقْرَأْ...... آپ نے جواب میں پھر وہی ارشاد فرمایا کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ!۔

تیسری مرتبہ جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو سینے سے لگا کر دبایا اور پھر فرمایا کہ......

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ۔

تو آپ ﷺ نے بلا تکلف پڑھنا شروع کر دیا...... اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

خطیب کہتا ہے!

نور بشر کے پاس چل کر غار حرا میں آیا۔

بشر نور سے بازی لے گیا۔

نور سفیر خدا

نور رسول خدا

بشر افضل ہے

نور مفضول ہے

نور سید الملائکہ ہے

بشر سید العلمین ہے

نور سید الملائکہ ہے

بشر سید الانبیاء ہے

نور نے بشر سے معانقہ کیا

............تو............

معلوم ہوا کہ ملکوتی صفات کو سینہ رسالت کی طرف منتقل کر دیا تا کہ نوری اور بشری صفات کا حسین امتزاج ہو جائے۔

............تا کہ............

سینہ نبوت نوری اور بشری صفات کا خزینہ بن جائے

مَا اَنَا بِقَارِیءٍ

میں پڑھ نہیں سکتا............یعنی اگر تحریر پیش کی گئی تو اس کا جواب امی ہونے کے

حوالے سے دیا گیا کہ میں اس لکھے ہوئے کو پڑھ نہیں سکتا کیونکہ میں اُمی ہوں۔

اور اگر معنی کیا جائے کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں بلکہ امی ہوں تو اس کا معنی ہوگا کہ جب میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو کیسے پڑھوں؟

اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ......

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔

بِاسْمِ رَبِّكَ

ایک پیار کا انداز ہے

............بِاسْمِ............

............رَبِّ............

............كَ............

اپنے رب کے نام کی برکت سے پڑھ۔

یہاں پر اسم اللہ کا ذکر نہیں بلکہ اسم رب کا ذکر ہے رب میں صفت ربوبیت کا اظہار ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ جس رب نے آپ کو پالا ہے پلوسا ہے اس رب کے نام کی برکت سے پڑھ۔

جو اللہ تعالیٰ ایک یتیم کی تربیت کر کے آپ کو اس مقام پر لا سکتا ہے وہ رب آپ ﷺ کے امی ہونے کے باوجود آپ کو فصاحت و بلاغت کے اس مقام پر بھی فائز کر سکتا ہے کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے بھی اس کے سامنے عاجز و درماندہ نظر آئیں۔

یتیمے که ناکرده قرآن درست
کتب خانہ چند ملت بشست

☆ پڑھنا آپ کے ذمے ہے۔

☆ پڑھانا آپ کے رب کے ذمے ہے۔

وہ رب ہے۔لفظ رب سے بتلایا گیا کہ اب تک جو ہوا۔آئندہ جو ہوگا یہ سب کچھ اس رب کی قدرت کے کرشمے ہیں جو تیرا رب ہے۔

- الم یجدك یتیماً فاٰوٰی
- ووجدك ضآلًّا فھدٰی
- ووجدك عائلاً فاغنیٰ

کیا یتیم کو در یتیم نہیں بنایا؟
کیا متلاشی حق کو منزل مقصود تک نہیں پہنچایا؟
کیا خالی جھولی کو رحمت کے خزانوں سے نہیں بھر دیا؟
یہ کام کس نے کیا؟ ربّکَ۔ تیرے رب نے
یہ تمام کام
یہ تمام انعام
یہ تمام مقام
آپ کے رب نے رب ہونے کے ناطے سرانجام دیئے
............جو رب............
یتیم کو در یتیم بنا سکتا ہے
............جو رب............
راہ حق کے مسافر کا ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے۔
............جو رب............
غریب کو غریبوں کا مولیٰ بنا سکتا ہے
............وہ امی کو............
صاحب کتاب اور پڑھنے کی صلاحیت اور پڑھے لکھوں کا رہبر وہادی بھی بنا سکتا ہے
............ربک............

اس میں رب تعالیٰ نے اپنے رب ہونے کا تعارف رب محمد ہونے کے حوالے سے کرا دیا ہے۔

وہ رب العلمین ہے

وہ رب الانبیاء بھی ہے

وہ رب العرش بھی ہے

وہ رب السموات والارض بھی ہے

وہ رب الناس بھی ہے

وہ رب الفلق بھی ہے

وہ رب الانس والجان بھی ہے

مگر یہاں اس نے رب محمد ﷺ ہونے کے حوالے سے اپنا تعارف کرایا ہے۔

ربك...... تیرا رب کہہ کر محبت کی عجیب چاشنی پیدا کر دی ہے کہ اے محبوب اس رب کے نام سے پڑھ جو تیرا رب ہے! رب محمد ﷺ ہے۔ اس کا پورا مزا، پوری لذت، پورا سرور اسی ہستی کو ہوگا جو اس کا مخاطب ہوگا۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ

فلا و ربك

لعمرك

لا اقسم بهذا لبلد وانت حل بهذا البلد

یہ سب قسمیں حضرت محمد ﷺ کے رب نے اپنے محبوب کے حوالے سے کھائیں تا کہ رب العلمین کے ساتھ ساتھ رحمۃ اللعالمین کا بھی نام اونچے سے اونچا ہوتا رہے۔

ہمیشہ رہا ہے ہمیشہ رہے گا

محمد ﷺ کا کام اور محمد ﷺ کا نام

☆ رب پروردگار۔ پالنے والے کو کہا گیا ہے۔ جس پالنے والے نے آپ کو ماں کی گود میں بولنا سکھایا۔ وہ رب آپ کو غار حرا کی آغوش میں صرف پڑھنا ہی نہیں بلکہ پڑھانا

بھی سکھا دے گا۔اس لئے......

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

☆ خلق......جس نے پیدا کی کُلَّ شَیْیٍٔ محذوف ہے یعنی جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔

آپ کو پیدا کیا

جہاں کو پیدا کیا

زبان کو پیدا کیا

آپ کی لسان کی پیدا کیا

اقرأ باسم ربك الذی خلق۔

آپ اس رب کے نام مبارک سے پڑھیں جو خالق ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کا دعویٰ فرما کر پہلی وحی میں اپنی توحید کا جلی عنوان سے تذکرہ فرمایا کہ خالق وہی ہے جس نے آپ کو وحی جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا۔

☆ قرآن مجید میں آپ کی خالقیت کو مختلف پیرایوں میں بیان فرما کر مسئلہ توحید نکھارا گیا ہے۔

چند آیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں آپ کا خالق ہونا بیان کیا گیا ہے۔

☆ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ۔

''خبردار! خالق اور حاکم ہونا اسی کا خاصہ ہے۔''

جو خالق ہوگا وہ ہی حاکم ہوسکتا ہے اور جو خالق ہوگا وہی مخلوق کو حکم دے سکتا ہے اس کے بغیر کسی کا حکم نہیں چلتا۔اس لئے اسی کا نظام ہونا چاہیے اور اس کا حکم چلنا چاہیے۔

☆ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

''یقیناً تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔''

گویا کہ آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں مگر خالق کائنات

نے ان کو اس شاندار اور خوبصورت انداز میں بنایا کہ اس کی اس تخلیق کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

☆ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

''اے انسانو! اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کو پیدا کیا۔''

☆ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ وَاِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ۔

''کیا اونٹ کی طرف نہیں دیکھا کہ کس طرح بنایا گیا اور آسمان کو کس طرح بلندیوں پر قائم کیا گیا۔ زمین کو کس طرح بچھایا گیا اور پہاڑوں کو کس طرح ٹکایا گیا۔''

جو خالق تمہیں پیدا کرسکتا ہے

جو خالق تمہارے پہلوں کو پیدا کرسکتا ہے

جو خالق اونٹ جیسی عجیب وغریب مخلوق کو پیدا کرسکتا ہے

جو خالق آسمانوں کو بغیر ستوں کے کسی سہارے اور کس مزدور و معمار اور سامان تعمیر کے بغیر بنا سکتا ہے۔

اتنا بلند و بالا جس تک کسی کی رسائی اور کسی کی پہنچ نہیں ہوسکتی۔ جو رب زمین کو نہایت احسن انداز سے بچھا سکتا ہے اور اسے ہموار کرکے اسے رزق اور انسانی ضروریات مہیا کرنے کا زبردست خزانہ بنا سکتا ہے اور جو رب پہاڑوں جیسی پُر شکوہ مخلوق کو پیدا کرکے اس سے طرح طرح کے نگینے اور جواہرات پیدا کرسکتا ہے کیونکہ خالق کے لئے کوئی بھی دشواری نہیں اور نہ ہی کوئی مشکل ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے......باسم ربك الذی خلق......فرمایا اور ابتدائے وحی میں اپنے خالق ہونے کی صفت کو بیان فرمایا کیونکہ وہی خالق ہے اور وہی حاکم ہے اسی کے حکم سے

زبان پر اللہ کا کلام جاری ہوجائے گا۔

خلق انسان من علق

پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے

یہاں پر تخلیق کائنات کے بعد تخلیق انسان کو اپنی ربوبیت کا موضوع بنایا

انسان اگر اپنے وجود پر ہی غور کرے تو خداوند قدوس کی کاریگری کے تمام حسین ترین نقشے ایک ایک کر کے اس کے سامنے آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے نشان قدرت اور مظاہر فطرت کھل جائیں گے مثلاً۔

ارشاد فرمایا گیا کہ

هل اتٰی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئاً مذکوراً

۔

''کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزرا کہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا۔''

وبدأ خلق الانسان من طین o ثم جعل نسله من سلالة من ماء مهین o ثم سواه و نفخ فیه من روحه و جعل لکم السمع والابصار والافئدة قلیلاً ما تشکرون o

انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اس کے تدالا و تناسخ کا سلسلہ خون کے خلاصہ سے جو پانی کا ایک حقیر قطرہ ہوتا ہے قائم کر دیا اور پھر اس کی تمام قوتوں کی درستگی کی۔ اور اپنی روح میں سے ایک قوت پھونک دی اور اس طرح اس کے لئے سننے، دیکھنے اور فکر کرنے کی قوتیں پیدا کر دیں۔

مگر افسوس انسان کی غفلت پر بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کا شکر گزار ہو۔

هوالذی خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم یخرجکم طفلًا ثم لتبلغو اشد کم ثم لتکونوا شیو خاo ومنکم

من یتوفیٰ من قبل و لتبلغوا اجلا مسمی و لعلکم تعقلون ٥

وہ پروردگار جس نے تمہارا وجود مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر علقہ سے (یعنی جونک کی شکل کی ایک چیز سے) پھر ایسا ہوتا ہے کہ تم طفولیت کی حالت میں ماں کے شکم سے نکلتے ہو۔ پھر بڑے ہوتے ہو اور سن تمیز تک پہنچتے ہو اس کے بعد تمہارا جینا اس لئے ہوتا ہے تا کہ بڑھاپے کی منزل تک پہنچو پھر تم میں سے کوئی تو ان منزلوں پر پہلے ہی مر جاتا ہے کوئی چھوڑ دیا جاتا ہے تا کہ اپنے مقررہ وقت تک زندگی بسر کرے۔

الذی خلقك فسوا ك فعد لك فی ای صورة ماشاء ر کبك

وہ پروردگار جس نے تمہیں پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھیک درست کیا پھر تمہارے ظاہری اور باطنی قویٰ میں اعتدال و تناسب ملحوظ رکھا پھر جیسی صورت بنانی چاہی اسی کے مطابق ترکیب دے دی۔

خطیب کہتا ہے!

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقَ۔

جو خدا انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کرنے پر قادر ہے وہ ایک امی کو قاری القرآن بنانے پر بھی قادر ہے اس لئے فرمایا گیا کہ......اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ......اے محبوب پڑھئے، پڑھنا آپ کا کام ہے اور پڑھانا اس رب کا کام ہے جو جمے ہوئے خون سے ایک حسین ترین انسان کو پیدا کرنے پر قادر ہے۔سبحان اللہ۔

جس رب نے انسان کو نیستی سے ہستی بنایا اس کو عدم سے وجود میں لایا۔ جو نہیں تھا اس کو ہے بنایا۔ جو زیرو تھا اس کو ہیرو بنایا۔ جو بچہ تھا اس کو جوان بنایا جو بچہ تھا اس کو جوان بنایا جو جوان تھا اس کو پختہ شعور بنایا۔ جوانی سے بڑھاپے میں داخل کیا۔ جو خدا جو رب ایک انسان کو مختلف ادوار سے گزارا کر اس پر مختلف حالتیں طاری کر کے اسی اپنی حسین ترین مخلوق بنانے پر قادر ہے۔

وہی رب اپنے محبوب نبی الاُمی ﷺ کو اُمی سے قاری بنا کر کائنات کا محبوب اور محمود بنا کر دستارِ نبوت سے سرفراز فرما سکتا ہے! سبحان اللہ

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔

خطیب کے لئے مقرر کے لئے میں نے شیشی کھول دی ہے اب اسے چاہیے کہ وہ اپنی استعداد سے اس کی خوشبو کو زیادہ سے زیادہ پھیلاتا جائے۔ قرآن حکیم نے ''تخلیق انسان'' پر جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا مطالعہ کیا جائے اور اس کی روشنی میں اس کی حلاوتوں سے سامعین کے ایمان کو جلا بخشی جائے۔

انسان اللہ تعالیٰ کی ایک شاہکار مخلوق ہے جس پر جس قدر زیادہ غور کیا جائے گا توحید خداوندی کے تابدار موتی سامنے آتے جائیں گے۔

والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ○

قسم ہے تین کی!

قسم ہے زیتوں کی،

قسم ہے طور سینا کی

اور قسم اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی کہ ہم نے انسان کو بہترین مخلوق بنایا۔

یعنی انسان میری تخلیق کی حسین ترین صورت ہے۔

تمام مخلوق میں انسان اعلیٰ

تمام انسانوں میں نبی اعلیٰ

تمام انبیاء علیہم السلام میں محمد رسول اللہ ﷺ اعلیٰ

اور ان تمام مخلوقات اور انبیاء علیہم السلام کا رب

............سبحان ربی الاعلیٰ............

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

انسان کا وجود انسان کی تخلیق کرنے والی ہستی رب العالمین کے ہاں کوئی نہ ہی

مشکل ہے اور نہ ہی ناممکن۔

اس لئے پڑھنا آپ کا کام اور پڑھانا اس رب کا کام۔

اقرأ و ربك الاکرم

آپ پڑھے آپ کا رب سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔ یہاں پر پھر اقرأ لایا گیا جس میں یہ بتلانا ہے کہ پہلا اقرأ تو خود آپ کے پڑھنے کیلئے فرمایا گیا تھا اور دوسرا اقرأ تبلیغ ودعوت اور لوگوں کو بڑھانے کیلئے فرمایا گیا اور صفت اکرم میں اس طرح اشارہ ہے کہ تخلیق عالم اور تخلیق انسان میں اللہ تعالیٰ کی اپنی کوئی غرض اور نفع نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ اس کے جود وکرم کا معاملہ ہے کہ بن مانگے کائنات کو وجود کی نعمت عظمیٰ عطا کی گئی گویا کہ حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ۔

اقرأ ور بك الاکرم

آپ قرآن پڑھایئے

آپ قرآن سکھایئے

آپ قرآن کے احکامات لوگوں تک پہنچایئے

جیسے اللہ تعالیٰ کریم ہیں اور کرم نوازی فرمارہے ہیں

............اسی طرح............

قرآن پڑھانے میں آپ بھی کرم نوازی فرمائیں۔ کسی غرض کے بغیر عوام کو نفع پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ کرم نوازی فرماتے ہوئے آپ کے پڑھانے اور دین سکھلانے کو فروغ دے گا۔ اپنی کرم نوازی سے جس طرح انسان کو پیدا فرما کر اسے ضائع نہیں ہونے دیا بلکہ تمام کائنات میں اسے اشرف المخلوقات بنادیا اسی طرح قرآن پڑھنے اور پڑھانے کی وجہ سے اپ کو اشرف الانبیاء، اکرم الانبیاء بنا کر اونچا اور سربلند کردے گا۔

ورفعنا لك زكرك

اللہ تعالیٰ اپنے جود وکرم سے آپ کو درجات کی ان رفعتوں اور بلندیوں سے سر فراز فرمائیں گے کہ سارے عالم پرآپ کی عظمتوں کا راج ہوگا۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

جو کچھ دنیا کو مانگنے سے عطا ہوگا وہ آپ کو بن مانگے دیا جائے گا کیونکہ

وربك الاكرم۔

اقرأ و ربك الاكرم۔

اس طرف بھی اشارہ کر دیا گیا کہ دین پڑھنے پڑھانے والوں کی پرورش اور تربیت کا کام اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے فرمائیں گے۔

دنیا رزق کی تلاش میں پھرے گی۔

............اور............

رزق دین پڑھنے اور پڑھانے والوں کی تلاس میں پھرے گا۔ دنیا عزت کی تلاش میں پھرے گی۔

عزت دین پڑھنے اور پڑھانے والوں کی تلاش میں پھرے گی۔اسی لئے آج کے گئے گزرے دور میں بھی علماء کا احترام اور تکریم سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

بادشاہ ہو یا صدر مملکت

وزیر ہو یا وزیر اعظم

امیر ہو یا امیر اعظم

حکمران ہو یا حکمران اعظم

............یہ سب............

جامعہ مسجد میں جمعہ کے لئے

عیدگاہ میں عید کے لئے

خطیب وامام کے سامنے دوزانوں ہوکر بیٹھے ہوں گے

یہی نظام ہے اس رب اکرم کا
اس کا دین جس کے پاس بھی ہوگا
وہ محترم بھی ہوگا اور مکرم بھی!
قرآن خود بھی مکرم ہے
قرآن کا عالم بھی مکرم ہوگا
قرآج خود بھی معزز ہے
قرآن کا قاری بھی معزز و مکرم ہوگا
قرآن کا حافظ بھی معزز و مکرم ہوگا
قرآن کا طالب علم بھی مکرم ہوگا
قرآن کا استاد بھی مکرم ہوگا

اس لئے ارشاد ہوا کہ......

اقرأ و ربك الاكرم

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم رسوا ہوئے تارک قرآں ہو کر

اقرأ و ربك الاكرم!

اس میں پیش گوئی بھی فرمائی گئی کہ آپ اپنے رب کے نام سے قرآن پڑھائیں اور احکامات قرآن کی تعلیم فرمائیں نام آپ ہی کا اونچا ہوگا۔ جو لوگ آپ کی مخالفت کریں گے۔

ان کو رسوائی اور ذلت ملے گی۔
وہ اپنی تمام تر قوتیں، توانائیاں صرف کرنے کے باوجود نامراد و ناکام رہیں گے۔
ان کا نام ونشان مٹادیا جائے گا
ان کی جڑیں اکھیڑ دی جائیں گی

ان کے آثار مٹا دیئے جائیں گے

ان کے قلعے مسمار کر دیئے جائیں گے

اور ان پر ذلت اور رسوائی غالب کر دی جائے گی

اور آپ کا نام چار دانگ عالم میں گونجے گا

اونچا رہا ہے اونچا رہے گا

نام محمد ﷺ اور کام محمد ﷺ

آپ ﷺ مکرم ہوں گے آپ کے ساتھی مکرم ہوں گے! دنیا دیکھے گی کہ غار حرا سے طلوع ہونے والا آفتاب نبوت کس طرح اپنی روشنی سے دنیا کو مستفید کرتا ہے۔

ولو کرہ المشرکون

الذی علم بالقلم

اس رب کے نام سے پڑھ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی

قلم......صدر اقلیم علم وآگہی

پوری دنیا میں قلم کا راج

پوری دنیا میں قلم کی بادشاہی

پوری دنیا میں قلم کی حکمرانی

............قلم............

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ......

اول ما خلق الله القلم فقاله اکتب فکتب مایکون الی یوم القیامة فھو عندہ فی الذکر عندہ فوق عرشه

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھے۔ اس نے تمام چیزیں جو قیامت تک ہونے والی تھیں لکھ دیں یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے ہاں عرش پر ہے۔ (قرطبی)

قلم کا شرف:

یہ شرف قلم کو بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں اپنے دست قدرت سے خود پیدا فرمائیں۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں۔

............قلم............

............عرش............

جنت عدن

آدم علیہ السلام......یعنی انسان

حضرات گرامی!

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے فن کتابت حضرت آدم علیہ السلام کو سکھلایا گیا تھا اور سب سے پہلے انہوں نے لکھنا شروع کیا تھا۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ سب سے پہلے یہ فن حضرت ادریس علیہ السلام کو ملا تھا اور دنیا میں سب سے پہلے کاتب وہی ہیں۔

خط و کتابت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے! حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قلم اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اگر نہ ہوتی تو نہ کوئی دین قائم رہتا نہ دنیا کے کاروبار درست ہوتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ان چیزوں کا علم دیا جن کو وہ نہیں جانتے تھے اور ان کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کر نور علم کی طرف پہنچایا اور علم کتابت کی ترغیب دی کیونکہ اس میں بے شمار اور بڑے منافع ہیں جن کا اللہ کے

سوا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ تمام علوم و معارف کی تحقیق، تدوین اور پوری دنیا کی تاریخ اور اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئیں تمام کتابیں سب قلم ہی کے ذریعے لکھی گئیں اور رہتی دنیا تک باقی رہیں اگر قلم نہ ہوتا تو آج دنیا کے تمام نقشے معدوم ہوتے یہ قلم ہی کی مہربانی ہے کہ تمام دنیا کا نقشہ سب کے سامنے ہے۔

............قرآن............

............تورات............

............انجیل............

............زبور............

سب قلم ہی کی کارفرمائی سے رب کی دھرتی پر موجود ہیں۔

قلم کی نوازشیں:

............قلم نہ ہوتا............

تو قرآن حکیم کتابی شکل میں کیسے ملتا

............قلم نہ ہوتا............

تو تورات وانجیل کے نسخے کہاں سے دستیاب ہوتے

............قلم نہ ہوتا............

تو آج تاریخ عالم کس طرح مرتب شکل میں موجود ہوتی

............قلم نہ ہوتا............

تو علم و معارف کے بے بہا خزانے کہاں ملتے

............قلم نہ ہوتا............

تو آج بخاری، ترمذی، مسلم، ابی داؤد، نسائی کہاں سے ملتے

............قلم نہ ہوتا............

تو محدثین اور مفسرین کے علمی ذکائر کہاں سے ملتے

قلم ہی سے تمام کائنات کے علمی خزانوں سے دنیا فیض یاب ہوتی ہے

ن............والقلم

قلم ہی بادشہ گر ہے۔

قلم ہی سے نظام کائنات قائم ہے

قلم اس قدر خوش قسمت ہے کہ اس کو دست قدرت نے بنایا بھی خود ہے اور عظمت بھی خود دی ہے۔

قلم کی قسم بھی خود خداوند قدوس نے اٹھائی ہے

قلم ہی نے کئی مسائل حل کئے ہیں

قلم ہی نے کئی معرکے سر کئے ہیں

پھر دیکھا جائے کہ قلم کس قدر اطاعت شعار ہے جس کے ہاتھ میں ہوگا اسی کے خیالات کی ترجمانی کرے گا۔ جو دل میں ہوگا اسی کو لکھے گا اور جو دماغ میں ہوگا اسی کا اظہار کرے گا اور کس قدر عظیم ہے قلم کا کردار لکھے گا سیاہی سے بانٹے گا روشنی!

لفظوں کا رنگ خواہ کوئی سا ہو مگر اس کا مفہوم روشن ہوگا۔ اسے کہتے ہیں مردہ سے زندگی کا تصور۔

پھر دیکھئے کہ قلم لیتا دوات سے ہے اور دیتا کاغذ کو ہے۔ پھر دیکھئے اپنی طرف سے کس قدر امین ہے کہ جو کچھ لکھنے والے نے لکھنا چاہا اس میں نہ تو کوئی ترمیم کی اور نہ ہی اضافہ۔

اس لئے فرمایا گیا کہ رب کے نام سے پڑھیئے جس نے علم قلم کے ذریعے پھیلایا۔ بانٹا، تقسیم کیا۔ جس طرح قلم لیتا دوات سے ہے اور دیتا کاغذ کو ہے اسی طرح نبی علم خدا سے لے گا

اور بانٹے گا مخلوق کو جس طرح قلم دوات کے بغیر نہیں چل سکتا اسی طرح نبی خدا کے بغیر نہیں چل سکتا ۔ جو خدا ایک قلم کے ذریعے دنیا بھر ہدایت بانٹ سکتا ہے۔ جس طرح قلم ہدایت تقسیم کرنے کا ذریعہ بن گیا سی طرح نبوت نور ہدایت پھیلانے کا ذریعہ بن جائے گی۔

الذی علم بالقلم

آج دنیا میں جس قدر علم شعور، ہدایت وروحانیت، علم ومعرفت، نبوت وصداقت ، ولایت وصداقت کی روشنی موجود ہے یہ قلم کی نورافشانی ہے یہ بھی اس رب کے نور بانٹنے کا ذریعہ ہے اور نبوت اسی رب کی ہدایت کے روشن کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جب قلم کی عالم گیر جولانیوں کو کوئی ختم نہیں کرسکتا تو نبوت کی عالمگیر اور ہمہ گیر روشنی کو بھی کوئی ختم نہیں کرسکتا ہے۔

ذالك فضل اللّٰه یوتیه من یشاء

علم الانسان مالم یعلم

اس جملہ میں دین ودنیا کے علوم کا بحر بے کنار سمو دیا گیا۔ سائنس نے آج تک جو معلومات کی ہیں یا قیامت تک جو معلومات حاصل کرے گی۔ قرآن حکیم نے اس ایک جملے میں اسی کو بیان کردیا اور بتلا دیا گیا کہ ایک علم وحی کے ذریعہ دیا گیا۔ قلم کے ذریعے عام کیا گیا ایک علم انسان کے شعور کے مخفی گوشوں میں رکھ دیا گیا جس کو مناسب اور موزوں موقع پر آشکارا اور عیان کیا جاتا رہے گا۔ وہ بھی ہماری عطا ہی ہوگا کیونکہ انسان کو بھی ہم نے بنایا۔ اس کے دماغ کو بھی ہم نے بنایا اور اس کے دماغ کے تمام کل پرزے ہم نے فٹ کئے ہیں اس لئے تعلیم کے وحی الہام اور قلم کے علاوہ اور ذریعے بھی ہیں۔ حواس خمسہ! بھی علم کے ہی ذرائع ہیں۔ بعض چیزوں کا علم آنکھ کے ذریعے ہوتا ہے بعض چیزوں کا علم کان ناک، ہاتھ سے ہوتا ہے وہ بھی علم ہی کا ذریعہ ہیں اس لئے فرمایا گیا کہ......

علم الانسان مالم یعلم

دیکھئے بچہ روتا ہے تو اس کے رونے سے ہم اس کے مسئلے کو سمجھتے ہیں کہ اسے بھوک

ہے یا پیاس ہے یا کوئی تکلیف ہے۔ بچے کے سامنے اس کی ماں آتی ہے وہ بولنے کی طاقت نہ رکھنے کے باوجود اس کی طرف لپکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے تحت الشعور میں ماں کی پہچان موجود ہے اور یہی وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس زیرِ تربیت بچے کو سکھایا ہے۔ بچے کو ماں کی چھاتیوں میں لگے ہوئے دودھ کے چشموں کا علم ہوتا ہے اور وہ شفقت مادری سے غذا حاصل کرتا ہے۔ اس میں خوشی اور خوف کی قوت احساس موجود ہوتی ہے اس کی ان کیفیات کا علم والدین کو ہو جاتا ہے حبس ہو تو کہا جاتا ہے آج طوفان آئے گا، آندھی آئے گی کیونکہ اس قسم کے حالات کے وقت ایسا ہوا کرتا ہے یہ قیافے کا علم ہے۔ جانور کی آواز سے اس کی چارے اور پانی کا ادراک کر لیا جاتا ہے گویا کہ یہ روزمرہ کے معمولات ہیں جو انسان کا مزاج بنا دیئے گئے ہیں۔ ان سے مختلف معاملات کا احساس ہو جاتا ہے اسی طرح جدید سائنس نے ایسے ایسے آلات ایجاد کر دیئے ہیں جن سے زمین میں چھپے ہوئے گیس، تیل، کوئلے، پٹرول کے ذخیرے معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہ غیب نہیں ہے بلکہ یہ حواس خمسہ کے استعمال سے معلوم ہونے والی اشیاء ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی فطرت کا خاصہ بنا دی ہیں۔ اس لئے فرمایا گیا۔

علم الانسان مالم یعلم

گویا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو بھی فرمایا جا رہا ہے کہ اے محبوب آپ پڑھئے اگر اللہ تعالیٰ عام انسان پر علم وحکمت کے دروازے کھول سکتا ہے تو آپ پر بھی اُمی ہوتے ہوئے علوم و معارف اور شعور و آگہی، ریاضت و روحانیت کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور ...... علمك مالم تكن تعلم ...... آپ علم کے اس مسند پر جلوہ فروز ہو جائیں گے کہ دنیا کے بڑے بڑے عالم، فاضل، سکالرز، دانشور آپ کے علم کے سامنے اس قدر بھی لائق اعناء نہیں ہوں گے جس طرح آفتاب کے سامنے ذرہ۔

حضرات گرامی!

یہ پہلی وحی ہے جو اسرار رموز کے خزانے لے کر سرکارِ دو عالم ﷺ کے حضور آئی اور آپ کا سینہ انوار و معارف کا خزینہ بن گیا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ غار حرا سے طلوع ہونے والا آفتاب

پوری دنیا پر اس طرح چھا گیا کہ اس کے سامنے سب چراغ اور دیئے بجھ گئے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
یہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

روشنی بانٹنے والا نبی ﷺ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ o

حضرات گرامی!

آج کی تقریر کا موضوع نور بانٹنے والا نبی ﷺ یا روشنی بانٹنے والا نبی ﷺ ہے۔ یہ عنوان میں نے قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ سے استنباط کیا ہے جو اس وقت تلاوت کی گئی ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو سراج منیر کی صفت کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے۔

سراج سورج کو کہتے ہیں اور منیر روشن کرنے والے کو کہا جاتا ہے گویا کہ آپ کی ذات سراج ہونے کے حوالے سے خود بھی روشن بلکہ روشنی کا مرکز ومحور ہے اور منیر ہونے کے حوالے سے دوسروں کو بھی روشن کرنے والی ہے اس لئے اپ کو سراجاً منیراً کی صفت سے نوازا گیا۔

حضرات محترم! میں آپ کو چند قیمتی موتی دینا چاہتا ہوں جن سے آپ کو معلوم ہوگا کہ سرکار دوعالم ﷺ کو سراج منیر کیوں کہا اور آپ کو سورج سے کیوں تشبیہ دی گئی۔

سراج کہنے کی وجہ:

حضور ﷺ کو سراجاً منیراً فرمایا گیا ہے حالانکہ حضور ﷺ جمالی شان کے پیش نظر قمراً منیراً ہیں۔ چاند میں ٹھنڈک ہے اور نور بھی حسن بھی ہے اور جمال بھی۔ سورج میں تپش ہے اور گرمی کی شدت ہے اور جلال ہے چاند کی چاندنی پیاری پیاری، میٹھی میٹھی اور کیف انگیز وروح افزاء ہے سورج کی روشنی میں شدت ہے اور تیزی ہے۔ چاند جمال ہی جمال ہے اور سورج جلال ہی جلال

۔ادھر حضور مصدر و مرکز جمالیات ہیں مگر خداوند قدوس نے اپنے حبیب پاک کو قمر نہیں فرمایا بلکہ سرج منیر فرمایا ہے۔کیوں؟

☆ سائنس کی تحقیقات کے مطابق سورج کا نور وہبی ہے کسبی نہیں۔سورج صرف خداوندِ قدوس سے روشنی لیتا ہے اور ساری دنیا کو روشنی بانٹتا ہے۔رات ہو یا دن چاند ہو یا ستارے، سب سورج سے مستفیض و مستیز ہوتے ہیں۔سورج سب کو روشنی دیتا ہے لیتا کسی سے نہیں۔سورج روشنی صرف اپنے خالق اور مالک سے لیتا ہے۔ساری دنیا روشنی کے لیے سورج کی دریوزہ گر ہے مگر سورج روشنی کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور کسی کا نہیں۔

☆ حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت بھی وہبی ہے کسبی نہیں۔تمام کائنات آپ ﷺ کی ذات گرامی سے نورِ ہدایت حاصل کرتی ہے اور آپ ﷺ صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ سے نورِ ہدایت حاصل کرتے ہیں اور کسی سے نہیں۔

جس طرح سورج خدا اور خلقِ خدا کے درمیان روشنی پھیلانے کا واسطہ ہے خالق سے روشنی لیتا ہے اور پوری دنیا کو روشنی دیتا ہے۔اسی طرح حضور سرورِ کائنات ﷺ خالق اور مخلوق کے درمیان رابطہ ہیں۔نور، روشنی بانٹنے میں اللہ سے نورِ ہدایت حاصل کرتے ہیں اور مخلوق کی نورِ ہدایت سے رہنمائی فرماتے ہیں۔چاند میں یہ بات نہیں ہے وہ تو روشنی حاصل کرنے میں سورج کی طرف دیکھتا ہے کیونکہ اس کا نور وہبی نہیں کسبی ہے۔وہ سورج سے روشنی حاصل کر کے دنیا کو دیتا ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جمالِ مجسم ہونے کے باوجود قمر نہیں بلکہ سراج فرمایا ہے۔سبحان اللہ۔

عجیب بات:

حضرات! آپ دیکھ لیں، مشاہدہ فرمالیں کہ چاند کی روشنی ہمہ گیر اور ہمہ رس نہیں، چودھویں کا چاند ہو رات کے بارہ بجے ہوں، سر پر چاند چمک رہا ہو، ساری دنیا روشن ہوگی مگر

کمرے کے اندر اندھیرا ہوگا۔ وہاں بجلی، لیمپ، چراغ، موم بتی کسی نہ کسی چیز کی ضرورت ہوگی۔ کائنات نور سے معمور ہے، باہر چاندنی چھٹکی ہوئی ہے لیکن اگر کوئی بندہ خدا چراغ جلا کر یا موم بتی جلا کر بیٹھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارا چاند تمہیں مبارک ہو میرے گھر کے اندر تو اندھیرا ہے۔

میرے گھر میں اب تک شب تار ہے
زمانے میں کب کی سحر ہو گئی

میں اب بھی مٹی کے دیئے اور بدبودار چمنی کا محتاج ہوں، میں تو موم بتی اور چراغ ضرور جلاؤں گا۔ فرمائیے آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ لیکن اگر کوئی بندہ خدا دن کے بارہ بجے جبکہ آفتاب پوری توانائی سے روشنی پھیلا رہا ہے اور پوری دنیا کو روشن کر رہا ہے اس وقت کوئی اپنے گھر کے اندر مٹی کا چراغ جلاتا ہے تو آپ اس کو مخبوط الحواس قرار دیں گے کیونکہ سورج کی روشنی پوری دنیا کو روشن کر رہی ہے کوئی تاریک گوشہ، کونہ بھی ایسا نہیں جو سراج منیر سے مستنیر نہ ہو رہا ہو۔ کمرہ ہو یا کوٹھڑی، بالا خانہ ہو یا تہ خانہ کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جہاں سورج کا نفوذ نہ ہو اور روشنی نہ پہنچتی ہو۔ اس لیے اگر کوئی شخص سورج کی عمل داری میں مٹی کے تیل کا متعفن اور دماغ سوز چراغ جلاتا ہے تو بس سمجھ لو کہ اس کا دماغی توازن برقرار نہیں رہا۔ اس کا صحیح مقام پاگل خانہ ہے۔

خطیب کہتا ہے!

☆ ختمِ نبوت کا مسئلہ بھی لفظ سراج سے حل ہو گیا کیونکہ سراجِ منیر رسالت کے طلوع اور آفتاب عالمِ تاب نبوت کی ظہور کے بعد اب نورِ ہدایت اور روشنی کے حصول کے لیے کسی موم بتی یا بدبودار چراغ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب قادیانی نبوت کا بدبودار چراغ نہیں جلایا جاسکتا جس کی ایک آنکھ ہی گم ہو اس نے کیا دیکھنا ہے اور کیا کسی کو راستہ دکھانا ہے؟ یک چشمِ گل نبی نہیں ہوسکتا۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین ٥

☆ سورج اپنے وجود وصفات میں کامل ہے۔ گھٹتا بڑھتا نہیں چاند کبھی کامل ہوتا ہے اور

کبھی کم اور بعض راتیں تو ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں چاند کی چاندنی مدھم پڑ جاتی ہے لیکن سورج میں یہ بات نہیں یہ ہمیشہ کامل رہتا ہے۔ یہ کبھی روبز وال اور نقص پذیر نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ کی نبوت بھی کامل ومکمل ہے۔ یہاں نقص اور زوال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے حضور ﷺ کو سراجِ منیر فرمایا ہے۔ قمرِ منیر نہیں فرمایا گیا۔

حضراتِ گرامی! ان موتیوں کو جب آپ اپنے ایمان کی زینت بنائیں گے تو آپ کے ایمان کی رونقیں بڑھ جائیں گی اور ایمان پر ایک بہار کا سماں ہوگا۔

سورج سائنس کی نظر میں:

دنیا کے باطل مذاہب سائنس کے نت نئے انکشافات سے لرزہ براندام ہیں لیکن جوں جوں سائنس اپنی دریافت کے خزانے عیاں کرتی رہے گی اسلام کی صداقت بڑھتی چلی جائے گی اور دین کی سچائیاں بے نقاب ہوتی جائیں گی اور کتاب وسنت کے وہ حقائق جن کے ادراک سے عقلِ انسانی عاجز تھی وہ آپ ہی آپ سمجھ میں نہیں بلکہ نظر میں آتے چلے جائیں گے۔ سراجِ منیر کی میری گزارشات کو سامنے رکھتے ہوئے سورج کے بارے میں سائنس دانوں کے خیالات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ سورج حرارت کا منبع ہے اور حرارت زندگی کا سرچشمہ اور آج اس میں کوئی شک باقی نہیں رہا کہ سورج کی ان حیات بخش شعاؤں کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

یہ پراسرار کرنیں صرف حیوانات ونباتات ہی کی نشو ونما نہیں کرتیں بلکہ حقیقت میں کوئیلہ، تیل، پٹرول بھی ان ہی شعاؤں کے کیمیائی عمل کا نتیجہ ہے۔ جس طرح حیوانات اور نباتات کی زندگی سورج کی اس حرارت پر موقوف ہے بالکل اسی طرح موجودہ تہذیب بھی اسی حرارت کی محتاج ہے۔ اس حرارت کے ذریعے نہ صرف لکڑی اور پتھر کا کوئلہ میسر آتا ہے بلکہ زمین کے بہت نیچے تیل اور پٹرول کے ذخیرے بھی اسی حرارت کے باعث وجود میں آتے ہیں۔ (سائنس اور کائنات از پروفیسر محمد سعید)

ذرا غور فرمائیں! سورج کو قدرتی طاقت کا سرچشمہ مانا گیا ہے اور اس میں کوئی

شک نہیں رہا کہ آج ہم جس قدر طاقت مشینوں کے ذریعے خرچ کرتے ہیں وہ اصل میں سورج ہی سے لی گئی ہے کوئیلہ صرف سورج ہی کی طاقت سے بنتا ہے چنانچہ ہم جس وقت کوئلے کو جلا کر بھاپ اور سٹیم وغیرہ کی مشینی طاقت پیدا کرتے ہیں تو دوسرے لفظوں میں ہم صرف سورج ہی کی طاقت کو کام میں لاتے ہیں۔اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ ڈھلان کی طرف بہتے ہوئے پانی اور تیز ہوا میں بھی جس قدر طاقت موجود ہے وہ بھی سورج ہی کی محتاج ہے۔اگر سورج ہر قسم کی تری اور پانی کو بخارات کی شکل میں آسمان کی طرف نہ کھینچتا اور پھر اسے بارش کی شکل میں دوبارہ زمین پر نہ بھیجتا تو صاف ظاہر ہے کہ دریا اور ندی نالے بھی نہ ہوتے جن کی مدد سے ہم کئی قسم کی مشینیں چلا کر اپنی ضرورتوں کے لیے بجلی وغیرہ ایسی ضروری طاقت پیدا کرتے ہیں۔اگر سورج زمین اور زمین کے ارد گرد پھیلے ہوئے فضائی کرہ کو گرم نہ کرتا تو ہوا بھی پیدا نہ ہوتی۔

خطیب کہتا ہے!

☆ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ہوتا کیا؟
☆ حیوانات و نباتات کی نشو ونما کرے تو سورج۔
☆ کوئلہ، تیل اور پٹرول بنائے تو سورج۔
☆ ہماری مشینیں چلائے تو سورج۔
☆ دریا، ندی، نالے بہائے تو سورج۔
☆ ہوا کو چلائے تو سورج۔

اس کا مطلب سائنس کی دنیا میں یہ ہوا کہ سورج کے ذریعے اللہ تعالیٰ نظامِ کائنات کے کئی شعبے چلائے ہوئے ہیں۔

صاحبِ لولاک:

اس مادی سورج سے متعلق ان تمام حقائق کو اب آپ روحانی سورج پر منطبق

فرمائیں۔فٹ کریں اور بتائیں کہ جب اس مادی سورج کے بغیر اس دنیا میں زندگی محال ہے تو اس روحانی سراجِ منیر کے بغیر روحانی اور ایمانی زندگی کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے؟ جب تخلیقِ کائنات سے مقصود و مطلوب ہی معرفتِ ربانی اور ایمان و روحانیت ہے تو پھر عالم روحانی کی ویرانی اور معرفتِ ربانی کے فقدان کی صورت میں اس مادی حیات اور ظاہری افلات کی خلقت سے کیا فائدہ۔

حضراتِ گرامی! سائنس دانوں نے سورج کو صحت کے لیے بھی نہایت مفید اور جادو اثر قرار دیا ہے۔

☆ صحت کے لیے ان کا کہنا ہے کہ قدرت نے اس میں صحت کے لیے بھی بے بہا خزانے مستور کر دیئے ہیں۔سورج کی روشنی اور کرنیں لازمی طور پر جراثیم کش تسلیم کر لی گئی ہیں جس ماحول کی ہوا پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں وہ ایک قسم کے جراثیم، غلاظت اور کثافت وغیرہ سے پاک ہوتی ہیں۔

☆ جب قدرت نے اس مادی سورج میں صحت کے بے بہا خزانے مستور کر دیئے ہیں اور اس کی کرنے جراثیم کش ہیں اور جہاں پڑتی ہیں وہ ماحول کو ہر ایک قسم کے جراثیم سے پاک کرتی ہیں تو روحانی سراج میں قلبی صحت کے کتنے خزانے مستو ہوں گے اور اس کی تعلیمی کرنیں کس قدر جراثیم کش ہوں گی اور یہ جہاں پڑیں گی وہاں کفر و نفاق کے جراثیم، شرک کی غلاظت اور بدعت وضلالت کی گندگی کا نام ونشان مٹ جائے گا۔

قوت مدافعت:

انسانی بدن کو ان صحت بخش شاعوں کے نیچے لانے سے نہ صرف حیاتین پیدا ہوتے ہیں بلکہ یہ خون میں بے پناہ مفید تحریک پیدا کرتی ہیں جن کے اثر سے خون میں دق، دمہ اور پھیپھڑوں کی تمام ایسی بیماریوں کو روکنے کی قوت بڑھ جاتی ہے۔

جب اس سورج کی شعاؤں سے انسان میں دق وغیرہ خطرناک امراض کی قوت مدافعت بڑھ جاتی ہے تو سراج روحانی کی ایمانی شعاؤں سے انسان میں کفر کے دق، شرک

کے دمہ اور نفاق کے نمونیہ کو روکنے کی صلاحیت کیوں پیدا نہیں ہو جائے گی۔

سورج کے ذریعے علاج:

چند بیماریاں ایسی ہیں جو بدن میں حیاتین کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں مریض کو سورج کی شعاؤں میں بٹھا کر اس کا علاج کیا جاتا ہے۔

جب اس مادی سورج کی شعاؤ سے بدن میں حیاتین کی کمی کو پورا کر کے لاکھوں کروڑوں انسانوں کی جانیں بچائی جاسکتی ہیں تو اس سراج نبوت کی روحانی شعاؤ سے ایمانی حیاتین پیدا کر کے بدکرداری اور بداعتقادی کے سوکھے ہوئے مریضوں کا کامیاب علاج بھی کیا جاسکتا ہے۔

خطیب کہتا ہے!

سائنس دانوں نے سورج کے متعلق جن حقائق کو دریافت کیا ہے ان سے معلوم ہوتا ہے!

☆ کہ آسمانوں کا سورج اپنی مادی کرنوں میں بے پناہ ایسی صلاحیتیں رکھتا ہے جس سے مادی دنیا بے پناہ فائدہ اٹھارہی ہے۔

☆ اسی طرح آفتاب نبوت ورسالت بھی اپنے اندر حقائق و اسرار کے ایسے بے پناہ خزانے رکھتا ہے جن سے تمام دنیا فیضیاب ہورہی ہے۔

دنیا کا آفتاب اگر انسانی صحت پر اپنے اثر مرتب کرتا ہے
تو آفتاب نبوت ایمانی صحت پر اپنے اثرات مرتب کرتا ہے
دنیا کے سورج سے انسانی بیماریاں دور ہوتی ہیں
............تو............
آفتاب نبوت سے ایمانی بیماریاں دور ہوتی ہیں

خطباء سے گزارش:

آپ ہر جمعہ کو جہاں کتاب وسنت کی روشنی سے سامعین کو مالا مال فرماتے ہیں وہیں پر عصر حاضر کے عقل پرست فیشن ایبل عوام کی بھی سائنس کی نئی دریافت کی روشنی میں رہنمائی فرمایا کریں۔ جوں جوں سائنس کے راز کھلتے جائیں گے اسلام اور کتاب وسنت کے اسرار دنیا پر عیاں ہوتے جائیں گے۔

سراجًا منیراً...... پر اس سے پہلے بھی ایک خطبہ دیا گیا ہے مگر میرے مطالعے میں چند نئی چیزیں آئی تھیں جن کا اپنے سامعین کے گوش گزار کرنا ضروری تھا۔ امید ہے آپ حضرت کو ان گزارشات کی سماعت سے کافی سکون ملا ہوگا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اصحاب ثلاثہ کی حقانیت پر برہان عظیم

(وجود کتاب اللہ)

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... الٓمّٓ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَارَیۡبَ ۝ فِیۡہِ ۝

حضرات گرامی!

آج کی تقریر کا عنوان ہے اصحاب ثلاثہ کی حقانیت پر سب سے سچی اور مستحکم دلیل وجود کتاب اللہ ہے۔ قرآن مجید کھولنے اور پڑھنے سے پہلے اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے مساجد اور مدارس میں پڑھا جاتا ہے۔ جو ہر گھر میں بچے بوڑھے نہایت ادب اور احترام سے صبح و شام پڑھتے ہیں تلاوت کرتے ہیں۔ چومتے ہیں اور آنکھوں سے لگاتے ہیں یہ قرآن کہاں سے آیا۔ کس نے ہمیں دیا اور کس نے اس کو گھر گھر پوری دنیا میں پہنچایا۔ اور کس نے اس کو کتابی شکل دی اور کس نے اس کو موجودہ کتابی شکل دے کر پوری کائنات کی آنکھ کا تارا بنایا۔

نہایت اہم مسئلہ! دورِ نبوت کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید کا نزول برابر تیئیس ۲۳ برس ہوتا رہا۔ بتدریج احکامات وارشادات ربانی نازل ہوتے رہے! سرکارِ دو عالم ﷺ کا سینۂ مبارک اس کتاب مقدس کا خزینہ رہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی آیتوں کو محفوظ کرنے کے لئے یاد کرتے رہے اپنے سینے اور دل و دماغ میں نقش کرتے رہے۔ بعض صحابہ کرام جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ وہ پتھروں پر کپڑوں پر مختلف اشیاء پر قرآنی آیات کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ کرتے رہے۔ اس طرح قرآن مجید مختلف اشیاء پر لکھا ہوا۔ متفرق اوراق اور مختلف اَلْــــواح پر تو دورِ نبوت میں محفوظ تھا مگر موجودہ کتابی شکل میں یکجا موجود نہیں تھا! جس طرح ہم کسی کو

کہتے ہیں قرآن مجید اُٹھا کر لاؤ تو وہ شخص ایک مرتبہ اور مدوّن کتاب سامنے لا کر رکھ دیتا ہے اس طرح کی صورت اور شکل میں نہیں تھا بلکہ اس وقت قرآن مجید حفاظ کے سینوں میں تھا یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفوظ کردہ مختلف اشیاء پر لکھا ہوا موجود تھا۔

حضور علیہ السلام کے بعد اور حضرت علیؓ سے پہلے:

یہ بھی روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں موجودہ قرآن مجید کتابی صورت وشکل میں موجود نہیں تھا۔ بلاشبہ یہ سینکڑوں سینوں میں محفوظ ضرورت تھا لیکن یہ سفینوں میں مجتمعاً مکتوب نہیں تھا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ سارے کا سارا کاغذ کے پرزوں درخت کے پتوں اور جمڑے کے ٹکڑوں وغیرہ پر لکھا ہوا تھا! اور خود حضور ﷺ نے اپنے حکم سے الہامی ترتیب کے ساتھ لکھوا دیا تھا لیکن آج کتابی صورت میں جو کلام اللہ ہمارے پاس موجود ہے اس شکل میں یہ کسی کے پاس موجود نہیں تھا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں!

جہاں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن حکیم حضور ﷺ کے وصال تک کتابی شکل میں امت کے پاس موجود نہیں تھا! وہیں پر یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے منصب خلافت پر فائز ہونے سے پہلے قرآن مجید کتابی شکل میں تمام مسلمانوں اور ممالک اسلامیہ میں پوری آن بان کے ساتھ موجود تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے؟

حضرات گرامی! توجہ اور اس بات پر غور فرمائیں کہ پھر اس قرآن مجید کو کس نے کتابی شکل دی اور یک جا کیا۔ کس نے لکھوایا اور کس نے مختلف جگہ میں مختلف اشیاء پر لکھے ہوئے قرآن مجید کو جمع کر کے ایک جگہ اکٹھا کیا۔ اگر اس مسئلہ کو توجہ فرما کر آپ سمجھ لیتے ہیں تو اصحاب ثلاثہؓ کی عظمت ان کی حقانیت اور صداقت آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہو کر سامنے آجائے گی۔

قرآن مجید کو جمع کرنے اور دنیا بھر میں کتابی شکل میں شائع کرنے کا سہرا اصحاب ثلاثہؓ کے سر ہے:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد ایک روز حضرت امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو اس وقت ان کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں قرآن کے حافظ اور قاری کثرت سے شہید ہو گئے ہیں صرف جنگ یمامہ میں ساتھ سو قاری اور حافظ شہید ہو گئے ہیں اگر اسی طرح حفاظ کا قتل ہوتا رہا تو مجھے اندیشہ ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو یک جا کرنے کا حکم جاری فرمائیں میں نے ان کے جواب میں کہا ہے کہ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے میں اس کو کیسے کروں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ یہ کام بہتر ہے اور ضروری ہے! عمر رضی اللہ عنہ برابر اس پر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا شرح صدر فرما دیا اور میں اس بارے میں ان سے متفق ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تم جوان اور عاقل و بالغ آدمی ہو اور تمہاری عدالت بھی بے داغ ہے اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہے ہو اس لیے تم محنت کر کے مختلف مقامات سے تلاش کر کے قرآن مجید کو یک جا جمع کرو!

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ......میں نے قرآن کو مختلف اشیاء پر لکھے ہوئے مخطوطوں سے جمع کیا۔ کہیں کھجور کے پتوں پر تھا، کہیں سفید پتھروں پر تھا اور کہیں حفاظ کے سینوں پر تھا۔ میں نے شب و روز محنت کر کے اس ذخیرۂ کتابِ مقدس کو ایک جگہ جمع کر کے صدیق اکبر کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس طرح قرآن حکیم ایک جگہ جمع ہو گیا اور اس کو ایک کتاب اور صحیفے کی شکل دے دی گئی!

(مخلصاً بخاری شریف)

خطیب کہتا ہے!

☆ قرآن حکیم کو یک جا کر کے کتابی شکل دینے کی ترغیب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دی۔

☆ قرآن حکیم کو یک جا کرنے کی تکمیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دی۔

☆ قرآن حکیم کو یک جا کرنے کے حکم کی تعمیل حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کی۔

☆ قرآن حکیم کو پوری دنیا میں پھیلانے کی اشاعت وتشہیر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کی۔

............تو پھر ماننا ہوگا کہ............

قرآن مجید کو کتاب شکل میں جمع کرنا، امت تک پہنچانا

اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی حقانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے

اگر قرآن مجید کا وجود حق ہے

............تو............

اصحاب ثلاثہ کی حقانیت اور صداقت حق ہے وجود کتاب اللہ ہی دلیل ہے

حقانیت اصحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حقانیت اصحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم

پر......مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

☆ دشمنان اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے سوال!؟

قرآن مجید پر ایمان ہے تو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر کیوں نہیں؟

قرآن مجید کی حقانیت پر ایمان ہے تو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی حقانیت پر کیوں نہیں؟

☆ قرآن کا جمع کرنا۔ قرآن میں تغیر وتبدل نہ کرنا۔ قرآن میں اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق کمی زیادتی نہ کرنا اس سے بڑھ کر اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی صداقت پر مستحکم اور مضبوط دلیل اور کیا ہوسکتی ہے؟

☆ چودہ سو سال سے اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا جمع کیا ہوا قرآن مجید پوری اُمت کے پاس موجود ہے کسی نے اس کو نہیں جھٹلایا، کسی نے اس کی تردید نہیں کی!

صرف رافضی ہی اس پر شک وشبہ کا اظہار کر رہے ہیں کیا یہ تمہارے ایمان کے مشکوک ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

جلسوں میں پڑھا جائے تو یہی قرآن

تقریروں میں پڑھا جائے تو یہی قرآن

تقریبوں میں پڑھا جائے تو یہی قرآن

اسمبلیوں میں پڑھا جائے تو یہی قرآن

مدارس میں پڑھا جائے تو یہی قرآن

مساجد میں پڑھا جائے تو یہی قرآن

منبر ومحراب میں پڑھا جائے تو یہی قرآن

نمازوں میں پڑھا جائے تو یہی قرآن

فبای حدیث بعده یؤمنون

انکار کرتے بھی شرماتے ہو

اقرار کرتے بھی شرماتے ہو

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

قرآن سے بیزاری کفر کی فطرت ہے:

کافر قرآن کی خدمت نہیں کرتا

قرآن کی حفاظت نہیں کرتا

قرآن کی نشرواشاعت نہیں کرتا

قرآن کی حفاظت کے لئے جان کی بازی نہیں لگاتا

قرآن کی سربلندی کے لئے تختہ دار پرنہیں چڑھتا

بلکہ کفر کی فطرت قرآن سے نفرت ہے اورقرآن سے بیزاری ہے قرآن حکیم نے اس کا بار بار تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ

وقال الذین کفروا لاتسمعوا الھٰذ القرآن و الغوفیہ لعلکم تغلبون۔ (پ۲۴ سورہ حم سجدہ)

اوران کفار نے کہا کہ نہ تو قرآن کوخود سنو بلکہ اس کو پڑھتے وقت غل غپاڑہ مچاؤ۔ شاید تم غالب آ جاؤ!

چونکہ اشاعت قرآن میں کفر کی موت تھی اس لئے کفار سوجتن کرتے تھے کہ کسی طرح قرآن کی آواز لوگوں تک نہ پہنچ سکے! اس کو دبا دیا جائے! جب داعی قرآن قرآن پڑھے تو تم شور مچادو ہنگامہ بپا کردو نہ خودسنواور نہ کسی کو سننے دو! اگراس تدبیر میں تم غالب آ گئے اورقرآن رک گیا تو کفر کے غلبہ کی کچھ موہوم اُمید ہوسکتی ہے اوراگرقرآن کی دعوت عام ہوگئی تو پھر کفر کی موت یقینی ہے۔ پھر ہم کسی طرح بچ نہیں سکیں گے! چنانچہ اہل مکہ نے اپنی بقاء وسلامتی اوراپنے غلبہ واقتدار کے تحفظ کے لے قرآن کی اشاعت میں مزاحمت کی۔ طرح طرح سے قرآن کی صدائے حق کودبانے اورنورحق کو باطل کی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کی مگرنا کام رہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

واذا تتلی علیھم اٰیٰنا ولّٰی مستکبراً کان لم یسمعھا کان فی

اذنیہ و قرافبشرہ بعذاب الیم o (پ۲۱ سورہ لقمان)

اور جب ان کے سامنے ہمارے آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے گویا کہ اس نے انہیں سنا ہی نہیں گویا وہ کانوں سے بہرا ہے سو اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے۔

قرآن سے نفرت!:

فملالھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ فرت مِن قسورۃ۔ (پ۲۹ سورہ مدثر)

''پس ان کو کیا ہو گیا کہ اس نصیحت قرآنی سے منہ موڑ رہے ہیں گویا کہ وہ بدکنے والے جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جا رہے ہیں۔''

قرآن والوں پر حملے!:

واذا تتلی علیھم آیتنا بینٰت تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر ا یکادون یسطون بالذین یتلون علیھم اٰیٰتنَا۔ (پ۱۷ سورہ حج)

اور جب ان کو ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ ان کافروں کے چہروں پر برے آثار دیکھتے ہیں وہ اس بات کے قریب ہوتے ہیں کہ جو لوگ ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں وہ ان پر حملہ آور ہو جائیں!

کافر تو قرآن سننے کے روادار نہیں ہوتے
کافر تو قرآن کی مجالس میں ہنگامے کرتے ہیں
کافر تو قرآن کے تذکرہ سے گدھوں کی طرح بدکتے ہیں

کافرتو قرآن کی تلاوت سے منہ بگاڑ لیتے ہیں

کافرتو قرآن والوں پر حملہ آور ہونے کی تدبیریں کرتے ہیں

کافر قرآن کی خدمت کر ہی نہیں سکتا

اس لئے اس بات کو لازماً تسلیم کرنا پڑھے گا

............کہ............

اصحابِ ثلاثہ مومن تھے تو قرآن جمع کیا

اصحابِ ثلاثہ مخلص تھے تو قرآن کو یک جا کیا

اصحابِ ثلاثہ خدا، رسول اور قرآن کے وفادار تھے

ایک لفظ نہیں بدلا

ایک حرف نہیں بدلا

ایک نقطہ نہیں بدلا

پورا قرآن جس طرح خدا نے نازل کیا۔ رسول ﷺ نے اپنے سینہ اطہر میں محفوظ کیا جس طرح اصحاب رسول ﷺ نے ان سے سنا۔ لفظ بلفظ حرف بحرف نقطہ بنقطہ اسی طرح امت کو پہنچا دیا۔

............معلوم ہوا کہ............

اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا ارادہ بھی نیک

اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا عمل بھی نیک

اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا عزم بھی نیک

پوری امت کو ایک قرآن پر جمع کر دیا!

خدا بھی ایک

قرآن بھی ایک

نبی ﷺ بھی ایک

کیا بات تھی جو ہوتے

عظمت اصحاب رضی اللہ عنہ پر مسلمان بھی ایک

جب کفر قرآن سے یاری لگا نہیں سکتا

جب کفر قرآن سے یاری نبھا نہیں سکتا

............تو............

اصحابہ ثلاثہ اُمت کو خداوند قدوس کی عطاء

ذالك فضل اللّٰه يوتيه من يشاء

حفاظت قرآن کا تاج حضرت عمرؓ کے ہے:

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا اس کی تکمیل وتعمیل حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کروائی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں تراویح کا باجماعت اہتمام فرمایا اور مسلمانوں کو بیس رکعت نماز تراویح ایک قاری و حافظ امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم صادر فرمایا اس طرح پوری اُمت رمضان شریف میں اپنی مساجد میں ایک حافظ وقاری کی اقتدا میں قرآن باجماعت سننے لگی جس سے قرآن حفظ کرنے اور تراویح میں قرآن سننے کی سنت زندہ ہوئی۔ کیونکہ......

عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين

ارشاد نبوی ﷺ دنیا کے سامنے خوشبو بن کر فضا کو معطر کر گیا! اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز تراویح کی سنت کو زندہ نہ کرتے اور مسجد میں باجماعت اس کی ادائیگی کا اہتمام نہ

کرتے تو آج دوسری آسمانی کتابوں کی طرح قرآن بھی محفوظ نہ رہتا۔ نہ نمازِ تراویح ہوتی نہ مصلیٰ پر حافظ قرآن سناتا نہ حفظ کی درسگاہیں بنتیں نہ ہر شہر، ہر قریہ، ہر بستی، ہر ملک میں حفظِ قرآن کی کلاسیں جمتیں اور نہ ہی حفظ قرآن کے ایمان پرور نظارے دیکھنے میں آتے۔

یہ سب کچھ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بصیرت اور ایمان افروز عمل کا ثمرہ ہے کہ آج پوری دنیا میں گھر گھر قرآن کی آواز گونج رہی ہے۔

سچ کہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (قدس سرہ) نے کہ ''امروز ہر کہ قرآن مے خواند از طوائف مسلمین منت فاروق اعظم درگردن اوست''

یہ جو آپ جگہ جگہ چھوٹے بڑے مرد و عورت امیر و فقیر قرآن سن رہے ہیں یہ سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی کا نتیجہ ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زندہ باد...... ان کو حیات جاودانی مل گئی جنھوں نے قرآن کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو روضہ انور میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوں میں دفن کیا تاکہ ان کی قیامت تک صحیح حفاظت کا نظارہ پوری دنیا دیکھ سکے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

پہلوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بنا آپ کا مزار

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

دلچسپ حقیقت:

یہ حقیقت بھی دلچسپ ہے کہ جن حضرات کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عداوت ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے نماز تراویح کی سنت بھی سلب کر لی اور حفظِ قرآن کی دولت سے بھی محروم کر دیا۔ نہ تو ان کے ہاں حفظِ قرآن کے مدرسے ہیں اور نہ ہی ان کے ہاں نماز تراویح کا اہتمام ہے۔

رمضان شریف کی تمام برکات سے محروم!

ایسا ہونا بھی چاہیے تھا کہ کیونکہ جو بد بخت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے احسانات کا منکر ہے اور ان سے بغض و عداوت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے احسان فراموش کو دولت ایمان اور دولت قرآن سے محروم ہی رکھے گا۔

حفاظت نبوت کا تاج صدیق اکبرؓ کے سر پر:

حضرات گرامی! جس طرح حفاظت قرآن کی سعادت اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اسی طرح حفاظت نبوت کی سعادت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرفراز فرمایا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اگر محافظ قرآن ہیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محافظِ نبوت ہیں۔ ایک صحن مسجد میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تراویح پر جمع کر کے قرآن کی بقاء کا ذریعہ بنتا ہے تو دوسرا جھوٹے مدعیان نبوت کے مقابلے میں سینکڑوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان جہاد میں کٹوا کر تخت و تاج ختم نبوت کے تحفظ کا ذریعہ بنتا ہے۔ قرآن نور ہدایت ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور ہدایت ہیں۔

کس قدر خوش نصیب اور نیک بخت ہیں صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہ ایک نور کی بقاء و حفاظت ایک کے حصے میں آئی تو دوسری نور کی حفاظت ایک کے حصے میں آئی تو دوسرے نور کی حفاظت و بقاء دوسرے کے حصے میں آئی اور ان دونوں کی ہمت سے ظلمت کدہ دہر

ہمیشہ کے لئے مطلع انوار بن گیا اور باغ عالم پر بہار آ گئی۔

حضور ﷺ پر نبوت ختم ہے اور قرآن پر ہدایت ختم

جب کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت وحفاظت کا شرف صدیق و فاروق رضی اللہ عنہم اور اس کی اشاعت کا شرف عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا تو گویا قیامت تک ان ہی کے دم قدم سے اسلام کے گلشن میں بہار ہے۔

جب اسلام کے گلشن کی بہاریں انہی کے دم قدم سے ہیں تو خلافت عرب وعجم کا تاج بھی ان ہی کے سر پر سجے گا اور منبر ومحراب اور مصلیٰ مسجد نبوی بھی انہیں کے وجود سے سجے گا۔

سامعین کرام!

آخر یہ کیسے لوگ ہیں کہ جب انہیں اتفاق سے اپنے عمر بھر کے ارمان نکالنے کا موقع ہاتھ آتا ہے اور کوئی مزاحمت اور مدافعت کرنے والا بھی نہ تھا تو وہ قرآن کو مٹانے کی بجائے اُلٹا اس کی بقاء حفاظت اور تبلیغ واشاعت میں ہمہ تن سرگرم عمل ہو گئے۔

کون اس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ ارباب باطل کی تمام عمر تو قرآن کا مقابلہ اور کتاب اللہ کی مزاحمت میں گزرے مگر جب ان کی وفات کا وقت آئے تو قرآن ان کی زبان پر ہو اور تلاوت قرآن پر ان کی جان نکل جائے۔ ساری عمر تو وہ قرآن کی مخالفت میں اپنا خون پسینہ ایک کر دیں مگر بوقت رحلت ان کا خون فسیکفیکھم اللہ پر گرے۔

قرآن پڑھتے پڑھتے کسی کے خون سے محراب ومصلیٰ گل گوں

ہو تو کسی کے خون سے قرآن کا ورق گلزار کسی کا لہو مسجد کو

لالہ زار بنا دے اور کسی کا خون مصحف کو گل وگلزار

خطیب کہتا ہے!

☆ وجود کتاب اللہ ہی دلیل ہے صداقت اصحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی۔

☆ قرآن کا یکجا ہونا، کتابی شکل میں اُمت کے سامنے آنا۔ یہ سب کچھ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

☆ اگر موجودہ قرآن صحیح ہے تو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی حقانیت وصداقت بھی لازوال ہے۔

☆ قرآن جمع کرنے کی ترغیب حصرت عمر رضی اللہ عنہ نے دی۔

☆ قرآن جمع کرنے کی تکمیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کی۔

☆ اشاعت قرآن کی سعادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔

آج پوری دنیا میں قرآن کے جو نسخے نظر آتے ہیں یہ دلیل محکم ہیں اصحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی بے مثال دیانت، صداقت اور ترجمانِ قرآن ہونے کی۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ قرآن کھولنے سے پہلے صرف وجود قرآن پر ہی غور کر لیا جائے تو اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صداقت وعظمت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ جس طرح سورج کا انکار نہیں ہوسکتا اسی طرح قرآن کی موجودگی میں صدق صحابہ کا انکار نہیں ہوسکتا۔

خلاصہ یاد رکھیں:

............جامع قرآن............

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

............محافظ قرآن............

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

............ناشر قرآن............

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

............مصدق قرآن............

سیدنا علی مرتضیٰؓ

............عاشق قرآن............

اصحاب رسول ﷺ

............قاری قرآن............

سیدنا حسینؓ

............صدودِ صحابہؓ............

معارف قرآن کے خزینے

............قرآن ان کا............

وہ قرآن کے شہریار

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ